عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۲ تا ۲۸ شوال ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۰ تا ۲۶ فروری ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۳۹

ورفعنا لک ذکرک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
شان تکمیل نبوت و رسالت

اتباع سنت ہی
نجات کی کلید

دینی جدوجہد میں کامیابی کے دس اصول

قیمت: ۵ روپے

س...... تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔ عیسائی یا یہودی لوگ جن پر اللہ کریم نے تورات' انجیل نازل فرمائی ہیں اگر وہ اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ سخاوت' غریبوں کی مدد کرنا' ہسپتال بنانا اور اس کے علاوہ کئی اچھے کام کرتے ہیں جن کی اسلام نے بھی اجازت دی ہے تو کیا وہ لوگ جنت میں نہیں جاسکتے؟ اللہ کریم غفور و رحیم ہے۔

ج....... قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر و شرک کے گناہ کو معاف نہیں کرے گا۔ اس سے کم درجے کے جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہے معاف کردے گا' اور حدیث شریف میں ہے کہ اس امت میں جو شخص میرے بارے میں سنے اور مجھ پر ایمان نہ لائے خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ خلاصہ یہ کہ نجات اور مغفرت کے لئے ایمان شرط ہے بغیر ایمان کے بخشش نہیں ہوگی۔

گناہگار مسلمان کی بخشش

س...... مولانا صاحب کیا گناہ گار مسلمان جس نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا ہو لیکن ساری زندگی گناہوں میں گزار دی وہ آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد جنت میں داخل ہوسکے گا یا نہیں؟

ج....... جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہو انشاء اللہ اس کی کسی نہ کسی وقت ضرور بخشش ہوگی۔ لیکن مرنے سے پہلے آدمی کو سچی توبہ کرلینی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا تحمل نہیں ہوسکتا۔

اور بعض گناہ ایسے ہیں جن کی نحوست کی وجہ سے ایمان سلب ہوجاتا ہے (نعوذباللہ) اس لئے خاتمہ بالخیر کا بہت اہتمام کرنا چاہئے اور اس کے لئے دعائیں بھی کرتے رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حسن خاتمہ کی دولت نصیب فرمائیں اور سوء خاتمہ سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ (آمین)

گناہ اور ثواب برابر ہونے والے کا انجام

س...... اگر قیامت کے دن انسان کے گناہ اور ثواب برابر ہوں تو کیا وہ جنت میں جائے یا جہنم میں؟

ج....... ایک قول کے مطابق یہ شخص کچھ مدت کے لئے "اعراف" میں رہے گا۔ اس کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔

کیا قطعی گناہ کو گناہ نہ سمجھنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا

س...... جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ "رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔" تو کیا ایسے دوزخی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ میں رہیں گے۔ اسی طرح دوسرے گناہگار بھی جو اس دنیا میں مختلف گناہوں میں ملوث ہیں دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے یا گناہوں کی سزا مل جانے کے بعد جنت میں داخل کردیئے جائیں گے یا دوزخی کو کبھی جنت نصیب نہ ہوگی؟

ج....... دائمی جہنم تو کفر کی سزا ہے کفر و شرک کے علاوہ جتنے گناہ ہیں اگر آدمی توبہ کئے بغیر مر جائے تو ان کی مقررہ سزا ملے گی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے بغیر سزا کے بھی معاف فرماسکتے ہیں' بشرطیکہ خاتمہ ایمان پر ہوا ہو لیکن یہ یاد رہنا چاہئے کہ گناہ کو گناہ نہ سمجھنے سے آدمی ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور یہ بہت ہی باریک اور سنگین بات ہے۔ بہت سے سود کھانے والے' رشوت کھانے والے اور داڑھی منڈوانے یا کترانے والے اپنے آپ کو گناہ گار ہی نہیں سمجھتے خلاصہ یہ ہے کہ جن گناہوں کو آدمی گناہ سمجھ کر کرتا ہو اور اپنے آپ کو گناہ گار اور مجرم تصور کرتا ہو ان کی معافی تو ہوجائے گی خواہ سزا کے بعد ہو یا سزا کے بغیر لیکن جن گناہوں کو گناہ ہی نہیں سمجھتا ان کا معاملہ زیادہ خطرناک ہے۔

والدین کی اجازت اور حج

س...... حج کرنے سے پہلے کیا والدین کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے؟

ج....... حج فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں' البتہ حج نفل والدین کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔

غیر شادی شدہ شخص کا والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

س...... جو شخص غیر شادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں اور والدین نے حج نہیں کیا ہو' اور یہ شخص حج کرنا چاہے تو کیا اس کا حج ہوسکتا ہے؟

(۲) اگر والدین اس کو حج پر جانے کی اجازت دیں تو کیا وہ حج کرسکتا ہے؟

ج....... اگر یہ شخص صاحب استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا' ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔ اور حج فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں۔

○

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۳۹ ۲۲ تا ۲۸ شوال ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۰ تا ۲۶ فروری ۱۹۹۸ء قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- حضور اکرم ﷺ شان تکمیل نبوت و رسالت .... (محمد ظفر اللہ) ۶
- اتباع سنت نجات کی کلید .... (ڈاکٹر فضل احمد) ۱۰
- ورفعنا لک ذکرک .... (مولانا عبدالرزاق مجاہد) ۱۳
- صحابہ کرامؓ کے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے دشمنوں کے بالاخانوں کا ہل جانا .... (حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ) ۵
- حج کے دوران خواتین کے فرائض .... (پروفیسر منزہ خانم) ۱۸
- حافظ محمد عالم قادری ۲۰
- گوں ناگوں مسائل کا حل معقول گفتگو میں مضمر ہے (بابو شفقت قریشی) ۲۲
- میرے مشفق استاد .... (مولانا محمد طیب لدھیانوی) ۲۳
- تدبر یعنی غور و فکر .... (مولانا قاری غلام رسول کھوکھر) ۲۴

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی (فون) ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان (فون) ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 0171 737-8199.

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر سالانہ خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمٰن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳۱ میزنائن لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب نواز شریف کی خدمت میں چند گزارشات

جناب نواز شریف نے ماہ مبارک کا آخری حصہ حرمین شریفین میں گزارا' اس سال انہوں نے ۲۷ رمضان المبارک کو یوم پاکستان کی چھٹی کا اعلان کیا اور جمعۃ الوداع کی بھی چھٹی کا اعلان کیا' حرمین شریفین میں خوب عبادت بھی کی اور روضہ اقدس ﷺ پر حاضری دی۔ یہ اقدامات ان کے بہت اچھے ہیں لیکن ان اقدامات سے پاکستان کا رخ تبدیل ہوگیا' اگر دیکھا جائے تو سوائے چند لوگوں کے خوش ہونے اور کچھ نہیں ہوا اور نہ ہی ان اقدامات کو انقلابی اقدامات کہا جاسکتا ہے۔ ہم نے ابتداء میں ہی جناب نواز شریف کی خدمت میں عرض کردیا تھا کہ آپ نے اسلام کے نام پر مینڈینٹ حاصل کیا' نبی اکرم ﷺ سے آپ محبت کے دعویدار ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دوسرا موقع عطا فرمایا ہے' پہلے بھی آپ نے شریعت کے نام پر ووٹ لیکر شریعت سے وفاداری نہیں کی اللہ تعالیٰ نے اقتدار واپس لے لیا۔ اب بھی اقتدار آپ کو ملا ہے' ایک سال ہونے کو آیا ہے لیکن نفاذ شریعت اور اسلامی نظام کے بارے میں حکومت کی طرف سے ایسے اقدامات نہیں ہوئے جس کے بارے میں کہا جاسکے کہ قوم اس کے ثمرات محسوس کرے گی۔ بلکہ آپ نے شروع میں جو غیر شرعی اقدامات کئے تھے مثلاً "جمعہ کی تعطیل ختم کرکے اتوار کی چھٹی بحال کرنا' سودی نظام کو تحفظ دینا' سودی نظام کے متعلق سپریم کورٹ میں اپیل واپس نہ لینا' قادیانیوں سے متعلق صحیح قانون سازی نہ کرنا' خاندانی منصوبہ بندی کے غیر شرعی نظام کو ختم نہ کرنا وغیرہ۔ اس سلسلے میں بھی ان کی واپسی کے اقدامات نہیں کئے جس سے لوگوں کے دلوں میں شبہات جنم لے رہے ہیں اور دیندار طبقہ بدظن اور دور ہورہا ہے۔ ہم نے پہلے بھی ان سطور میں گزارش کی تھی کہ وہ جمعہ کی چھٹی بحال کریں۔ سودی نظام کا خاتمہ کریں اور امریکہ کے سامنے کشکول پھیلانا چھوڑ دیں اور فوری طور پر ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ کریں۔ اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو سابقہ حکمرانوں کی طرح ان کا حشر بھی اچھا نہیں ہوگا اور لوگ ان کا نام تک بھول جائیں گے لیکن اگر انہوں نے نفاذ شریعت کا عمل مکمل کیا تو قوم کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی اور وہ دنیا میں ہی امر ہوجائیں گے۔

مولانا فضل الرحمان کی صدر پاکستان سے بات چیت

جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمان نے ایک وفد کے ہمراہ جناب صدر رفیق تارڑ صاحب سے ملاقات کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ پاکستان میں نظام کی تبدیلی کے لئے اپنا کردار ادا کریں اور پاکستان کو اسلامی نظام کی طرف گامزن کرنے کے لئے اپنا قانونی حق استعمال کریں۔ جناب مولانا فضل الرحمان کی جماعت نے صدارتی انتخابات میں ایک حریف کی حیثیت سے شرکت کی تھی اور عام تاثر یہ تھا کہ جناب صدر صاحب اور ان کی جماعت کے درمیان مستقل ایک محاذ آرائی کی کیفیت رہے گی اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کی ہر کام میں مخالفت کریں گے لیکن اس ملاقات سے یہ واضح ہوگیا کہ دونوں فریق نے ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر ملک اور دین کے خاطر تعاون کا ہاتھ بڑھایا جو بہت ہی خوش آئند ہے۔ جمعیت علماء اسلام کی طرف سے صدر سے نفاذ شریعت کے سلسلے میں کردار ادا کرنے کا مطالبہ حق بجانب ہے اور صدر محترم کا اس سلسلے میں تعاون کا یقین دلانا بہت ہی خوش آئند ہے۔ صدر محترم ایک دیندار فرد ہیں امید ہے کہ وہ جمعت علماء اسلام کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ جمعیت علماء اسلام سے بھی توقع ہے کہ وہ "تعاونو علی البر" کے جذبے سے نیکی کے کاموں میں صدر سے تعاون کرے گی اور سیاسی مفادات کے بجائے دینی مفادات کے تحت صدر سے اپنے تعلقات کو استوار رکھے گی۔

امریکہ کی اسلام دشمنی .... مسلم حکمران کب تک خاموش رہیں گے؟

عراق پر گزشتہ کئی برسوں سے امریکہ کسی نہ کسی بہانے زیادتی کرنے سے دریغ نہیں کرتا اور اس کی کوشش ہے کہ عراق اور دیگر مسلم ممالک کو کمزور کرکے اپنا محتاج بنادے اور پھر ان سے ہر قسم کے بے جا مطالبات تسلیم کرائے۔ عراق اور لیبیا نے آنکھیں دکھائیں تو پوری دنیا سے اس کا بائیکاٹ کراکر اس کو اقتصادی طور پر تباہ کرنے کی کوشش کی۔ جب اس سے بھی عراق تباہ نہیں ہوا تو اب بہانہ بناکر اس کو طاقت کے ذریعے تباہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے' جبکہ سعودی عرب سمیت بہت سے مسلم ممالک نے امریکہ کے اس طرز عمل کی مخالفت کی ہے اس کے باوجود امریکہ اپنی اسلام دشمنی سے باز نہیں آرہا اس لئے تمام مسلم حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ متفقہ طور پر متحد ہوکر امریکہ کو اس اسلام دشمنی سے باز رکھیں ورنہ عراق کے بعد دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ بھی امریکہ یہی کردار ادا کرے گا' اس وقت مسلم حکمرانوں کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہے گا۔

تفسیر عثمانی کی اشاعت.........خادم حرمین شریفین مداخلت کریں

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ دار العلوم دیوبند کے وہ عظیم سپوت ہیں جن کی قرآن وحدیث کی خدمات کو مسلمانوں نے ہر دور میں خراج عقیدت پیش کیا اور علماء کرام کسی بھی دور میں ان کی علمی کاوشوں سے مستغنی نہیں رہ سکے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن پر آپ نے جو افادات لکھے وہ تفسیر عثمانی کے نام سے گزشتہ پچاس سال سے عام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں' ہندوستان' پاکستان کے علاوہ یورپ اور دیگر ممالک میں یہ تفسیر کئی دفعہ شائع ہو چکی ہے اور اب تک اس کے سینکڑوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ اردو زبان میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اردو کی تفسیر بھی تفسیر عثمانی ہے۔ اور غالباً" مسلمانوں کا کوئی دیندار گھرانہ ایسا نہیں ہے جہاں یہ تفسیر موجود نہ ہو۔ اردو زبان میں سب سے زیادہ تفسیر یہی آج تک شائع ہوئی ہے علماء حق ہی سے کوئی فرد ایسا نہیں جس نے اس کے تفسیری نکات سے اختلاف کیا ہو اس طرح حنفی مکتب فکر میں علماء حق کی یہ سب سے معتبر اور مستند تفسیر ہے۔ اس بنیاد پر جب رابطہ عالم اسلامی اور مجمع ملک فہد نے اردو زبان میں تفسیر قرآن شائع کرنے کا فیصلہ کیا تو ان کی نظر انتخاب تفسیر عثمانی پر پڑی اور لاکھوں کی تعداد میں یہ تفسیر شائع کر کے دنیا کے مختلف ممالک میں تقسیم کی گئی' ریکارڈ کے مطابق اب تک مجمع ملک فہد یا رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے کسی بھی زبان میں شائع ہونے والی کتب میں سب سے زیادہ مانگ اور طلب اسی تفسیر عثمانی کی ہوئی اور سب سے زیادہ قیمتا" یہی تفسیر فروخت بھی ہوئی۔ اس تفسیر کی اشاعت پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی' جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا سید محمد اسعد مدنی' مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر علماء کرام نے رابطہ اور مجمع ملک فہد کو خراج تحسین پیش کیا۔ جمعیت علماء افریقہ' جمعیت علماء برطانیہ' جمعیت علماء امریکہ۔ اور ان ممالک کی دیگر مذہبی جماعتوں نے بھی سعودی عرب کے اس اقدام کو سراہا۔ اس تفسیر کی اشاعت سے اس طبقہ کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی جو امام اعظم امام ابو حنیفہ' امام شافعی' امام مالک' امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی تقلید کو حرام گردانتے ہوئے ان کے مقتدین کو مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں اور سعودی حکومت کو اپنا مسلک گردانتے ہوئے دنیا بھر میں سعودی عرب کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ اس طبقے نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو سعودی عرب کے حکمرانوں' علماء اور مسلمانوں سے دور کر دے اس لئے جب بھی سعودی حکومت یا علماء کرام کی جانب سے ان ممالک کے مسلمانوں سے تعاون کی کوئی کوشش ہوئی ان لوگوں نے اس میں روڑے اٹکائے اور سعودی عرب اور دیگر ممالک کے مسلمانوں کے درمیان بعد اور دوری پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہ طبقہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے بیت اللہ شریف پر قبضہ کرنے کی کوشش میں کئی دن تک حجاج کرام کو بیت اللہ میں محصور رکھا اور بیت اللہ شریف کو گندگی اور نجاست سے آلودہ کر دیا۔ تفسیر عثمانی کی اشاعت سے ان لوگوں میں کھلبلی مچ گئی اور چاروں طرف سے ان لوگوں نے اس پر اعتراضات کی بھرمار شروع کر دی اور لایعنی اور فضول اعتراضات کر کے اس تفسیر کی مزید اشاعت رکوا دی۔ علماء حق کی جانب سے مولانا ابوالحسن علی ندوی' جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا خواجہ خان محمد' قاری سعید الرحمان' مولانا محمد حسن جان' مولانا فضل الرحمان اور دیگر علماء کرام نے ان تمام اعتراضات کے مدلل جوابات بھجوا دیئے لیکن ہماری اطلاع کے مطابق ان جوابات کے باوجود اس تفسیر عثمانی کی دوبارہ اشاعت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ ہمیں اس پر کوئی اشکال نہیں کہ وہ دوبارہ اس کو شائع کرتے ہیں یا نہیں اور رابطہ عالم اسلامی یا مجمع ملک فہد میں اس کے شائع نہ ہونے سے اس کی اشاعت کا سلسلہ رکے یا نہیں۔ اس سے پہلے بھی وہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئی اور آئندہ بھی شائع ہوگی لیکن دار العلوم دیوبند کے استاد حدیث مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم کی اطلاع کے مطابق گزشتہ ایڈیشن جو تفسیر عثمانی شائع ہوئی تھی اس میں سے ایک لاکھ سے زائد نسخے رابطہ عالم اسلامی اور مجمع ملک فہد نے تقسیم کرنے سے روک دیئے تھے اور وہ تاحال ان کے پاس موجود ہیں' ان کو نہ تقسیم کیا جا رہا ہے اور نہ ہی فروخت کیا جا رہا ہے' بلکہ بعض اطلاعات کے مطابق اس کے تلف کرنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو اس سے زیادہ قبیح فعل کوئی اور نہیں ہو سکتا' اگر سعودی عرب کے علماء کرام کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو یہ ان کی اپنی انفرادی تحقیق ہے تفسیر عثمانی پر برصغیر کے بڑے بڑے علماء کرام نے اعتماد کی مہر لگائی ہے' کروڑوں مسلمان اس تفسیر کا مطالعہ کرتے ہیں' ہر اردو گھرانے کے مسلمان کی ضرورت ہے' اس لئے ہم رابطہ عالم اسلامی اور مجمع ملک فہد کے ذمہ داروں سے مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اس تفسیر کو اگر وہ تقسیم نہیں کرتے تو اس کو دار العلوم دیوبند' جامعہ بنوری ٹاؤن' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داروں کو قیمتا" دے دیں۔ ہم خادم الحرمین شریفین ملک فہد اور ولی عہد حدیث الملک عبداللہ سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس اہم مسئلہ میں مداخلت کریں اور فوری طور پر اس تفسیر کو پاکستان' ہندوستان' افریقہ' امریکہ' یورپ کے اردو بولنے والے مسلمانوں کے حوالے کریں اور آئندہ مزید اشاعت کا حکم جاری کریں اگر خدانخواستہ اس کو تلف کیا گیا تو کروڑوں مسلمان مملکت سعودیہ عرب سے بدگماں ہوں گے جس کی تمام تر ذمہ داری چند ناعاقبت اندیش لوگوں کے سر پر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مملکت سعودیہ کو دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم جناب صدر مملکت جناب رفیق تارڑ اور جناب نواز شریف وزیر اعظم سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکومتی سطح پر سعودی عرب حکومت سے اس معاملہ پر بات چیت کر کے تفسیر عثمانی کو مسلمانوں کے حوالے کرنے کے لئے کوشش کریں۔

محمد ظفر اللہ' کراچی یونیورسٹی

حضور اکرم ﷺ

شان تکمیل نبوت و رسالت

حضرت محمد ﷺ نے اپنے اخلاق و کردار سے ایک ایسے معاشرہ کو مثالی معاشرہ بنا کر پیش کیا' جس میں ہر برائی اپنے عروج پر تھی تو آج بھی ہم آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اس معاشرے کی اصلاح کرتے ہوئے ایک مثالی معاشرہ بنا سکتے ہیں۔ تو آیئے آپ رسالت مآب ﷺ کی شان سے اس کی ابتداء کرتے ہیں۔

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا" من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

عرب کے مشہور شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ وہ اشعار ہیں جو انہوں نے پیغمبر اسلام محمد رسول ﷺ کی شان میں کہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میری آنکھوں نے آپ ﷺ سے زیادہ بھی کوئی حسین نہیں دیکھا اور عورتوں نے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی صاحب جمال نہیں جنا۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا گویا آپ ﷺ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے گئے۔ شاعر کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی ذات برکات عالی صفات جمال میں اعلیٰ و اشرف ہے' اور وہ تمام کمالات جن کا عالم امکان میں تصور ممکن ہے۔ سب کے سب رسالت مآب ﷺ کو حاصل ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ آپ ﷺ بحیثیت مظہر تکمیل نبوت و رسالت تشریف لائے۔

ان ہی کمالات میں سے ایک کمال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے معاشرے کی اصلاح و فلاح کے لئے ایسا ضابطہ اخلاق پیش کیا کہ جس پر عمل کر کے ہم معاشرے کی اصلاح کر سکتے ہیں اور یہ ایسا ضابطہ ہے جس کی بنیاد قرآن ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس ضابطہ اخلاق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کان خلقه القرآن یعنی جو کچھ قرآن میں اخلاق و صفات محمودہ مذکور ہیں' ان سب سے آپ ﷺ متصف تھے۔ اس لئے قرآن نے آپ ﷺ کی ہر بات کو اپنی بات قرار دیا اور واضح کر دیا کہ آپ ﷺ جس طرح کے اخلاق کی تعلیم دیں گے وہ عین قرآن ہے۔

ترجمہ: "وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے ہیں ان کے تمام احوال و افعال اللہ کی مرضی کے مطابق ہیں۔"

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت و بعثت صرف ایک نبی کی یا صرف ایک امت کی یا ایک عصر ہی کی پیدائش نہیں بلکہ ایک نئی دنیا کی پیدائش تھی' جو آپ ﷺ کی بدولت ظہور میں آئی۔

آپ ﷺ کی بعثت مبارک کے آثار اس دنیا کے چپے چپے پر موجود اور اس کے ذرے ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ اور دنیا اپنے عقیدے' انداز فکر' تہذیب و تمدن' اخلاق و معاشرہ اور علم و ثقافت کے سلسلے میں بعثت محمدی سے متاثر ہی نہیں بلکہ اس کے اثرات اس میں اس طرح پیوست ہو چکے ہیں کہ کسی طرح اس کا ان سے جدا ہونا ممکن نہیں' اور اگر وہ اس سے الگ کر دیئے جائیں تو وہ اپنے بہترین سرمائے اور اثاثے سے محروم ہو جائے گی۔ دنیا دراصل اپنی زندگی کے لئے بھی بعثت محمدی کی ممنون ہے۔ اس لئے کہ اسی نے اسے زندگی کا استحقاق بخشا اور اس کی عمر میں اضافہ کر دیا۔ اور خیر کو شر پر غالب کر کے خدائی غضب کی مار اور اللہ کی لعنت اور بدبختی سے اسے بچا لیا جس کی وہ مستحق ہو چکی تھی۔ دنیا بعثت محمدی سے پہلے اس کی بالکل سزاوار تھی کہ اس کی بساط الٹ دی جائے اور اس کی بنیاد کھود ڈالی جائے۔

ترجمہ: "لوگوں کے کرتوتوں کے سبب خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا تاکہ وہ انہیں ان کے کئے کا کچھ مزہ چکھائے شاید وہ اپنے کئے سے باز آئیں۔"

شان تکمیل نبوت و رسالت نے اس جاہلی ماحول کو یکسر بدل دیا' جس کے نتیجے میں ہر زمانے میں اور ہر جگہ خدا کے مخلص بندے ربانی و حقانی علماء' عادل حکمران' زاہد بادشاہ' مجاہد مرد کثرت سے پائے جانے لگے' ان پر خدا کو فخر تھا اور تاریخ ان کے احترام پر مجبور اور دشمن بھی ان کے آگے سرنگوں تھے اور بالآخر صحیح اور مفید علم اور صالح اور برگزیدہ عقل' خیر پسندی کا قومی جذبہ اور مومن و مجاہد جماعت کے افراد ہر طرف پھیل گئے جو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے۔ اللہ پر ایمان لاتے اور اس کے راستے میں جہاد کرتے اور اس سلسلہ میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اس طرح جہاد و اصلاح دعوت و ارشاد کی ایک مسلسل تاریخ بن گئی جس میں کوئی خلل اور وقفہ نہیں۔

گویا شان تکمیل نبوت و رسالت نے مرد

سازی اور آدم گری کا کام اس سطح سے شروع کیا' جہاں سے کسی نبی یا مصلح کو نہیں کرنا پڑا تھا' اور نہ وہ اس کا مکلف بنایا گیا تھا' اس لئے کہ عام طور پر دیگر انبیاء کی قوموں کی معاشرتی سطح' زمانہ جاہلیت سے بہت بلند تھی' اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے اپنے اس عظیم کام کو اس سطح تک پہنچایا جہاں تک کسی نبی کا عمل نہیں پہنچا تھا۔

آپ ﷺ نے اس سطح سے کام شروع کیا کہ جہاں حیوانیت کی انتہاء اور انسانیت کی ابتداء ہوتی تھی اور اس اعلیٰ سطح تک پہنچادیا۔ جو انسانیت کی منزل ہے اور جس کے بعد نبوت کے سوا کوئی اور درجہ نہیں اور جسے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ختم کردیا گیا۔

اس طرح شان تکمیل نبوت و رسالت نے اپنی دعوت و رسالت کے ذریعے ایسا صالح فرد پیدا کیا جو خدا پر ایمان رکھنے والا' اللہ کی رسی کو پکڑ کے اس سے ڈرنے والا' دیانتدار و امانتدار' دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا' مادیت کے مظاہر کو نظر حقارت سے دیکھنے والا اور ان مادی طاقتوں پر اپنے ایمان اور روحانی قوت سے فتح پانے والا تھا۔ جس کا ایمان اس پر تھا کہ دنیا اس کے لئے پیدا کی گئی ہے اور وہ آخرت کے لئے بنایا گیا ہے۔ چنانچہ جب یہ فرد تجارت کے میدان میں آتا ہے تو راست باز اور امانتدار تاجر ہوتا' اور اگر اس کو فقر و فاقہ سے واسطہ پڑتا تو وہ ایک شریف و محنتی انسان نظر آتا' وہ جب مالدار ہوتا تو فیاض اور غم خوار مالدار ہوتا' جب وہ مسند قضا اور عدالتی کرسی پر بیٹھتا تو انصاف دوست اور معاملہ فہم قاضی ثابت ہوتا' وہ حاکم ہوتا تو مخلص اور امانتدار حاکم ہوتا اسے سیاست و ریاست ملتی تو وہ متواضع اور شفیق و غم خوار حاکم اور سردار ہوتا اور جب وہ عوام کے مال کا امانتدار بنتا تو محافظ اور صاحب فہم خازن ہوتا۔

ان ہی اینٹوں سے اسلامی معاشرت کی عمارت بنی تھی اور اسلامی حکومت ان ہی بنیادوں پر قائم ہوئی تھی۔ آج بھی ہم اگر اپنے معاشرے کی اصلاح چاہتے ہیں تو شان تکمیل نبوت و رسالت کی پیروی اسی انداز سے کرنا ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ کو قرآن کے پیش منظر میں معلم اخلاق کی حیثیت سے پیش کیا گیا قرآن کریم کی سورہ بنی اسرائیل میں اسلام نے ایک ایسا مکمل ضابطہ اخلاق پیش کردیا ہے۔ جس کی پیغمبر اسلام نے بحیثیت شان تکمیل نبوت و رسالت اپنی زندگی میں سب کے سامنے وضاحت کردی۔ یوں تو کم و بیش وہ بارہ اخلاقی قدریں ہیں جو کسی معاشرے کی اصلاح و فلاح کی ضامن ہیں لیکن اس مقالہ میں ان میں سے چند ایک کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ اگر ہم کم از کم ان اخلاقی قدروں کو ہی اپنے معاشرے کا جزو بنالیں۔ تو ہمارا یہ معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن کر ابھر سکتا ہے۔

۱۔ عدل و انصاف : کسی بھی معاشرے میں عدل و انصاف کا اہم مقام ہوتا ہے اور یہی معاشرے کو سنوارنے اور بگاڑنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام نے اس کا ہمیں کیا درس دیا ملاحظہ ہو:

غزوہ بدر کے قیدی مسلمانوں کے قبضے میں ہیں' اور ان میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ انصار نے اس خیال سے آپ ﷺ کے قریبی عزیز ہیں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو ان کا فدیہ معاف کردیا جائے' آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں ایک درہم بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ اساتذہ کا کردار : آج ہمارے معاشرے میں استاد و شاگرد کے درمیان ایک خلیج حائل ہے اور دن بدن یہ وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس خلیج کو پاٹنے میں اساتذہ کیا کردار ادا کرسکتے ہیں اور ان میں طلباء کے لئے کیا جذبہ ہونا چاہئے تاکہ اصلاح معاشرہ میں اساتذہ بھرپور حصہ لے سکیں۔ اس سلسلے میں رسالت مآب ﷺ کا عملی نمونہ موجود ہے۔

آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ جب آتیں تو فرط محبت میں کھڑے ہوجاتے پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے لیکن جب اتنی عزیزہ بیٹی نے ایک کنیز فراہم کرنے کی درخواست دی تو ارشاد ہوا' ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہوجائے میں دوسری جانب توجہ نہیں دے سکتا' اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درخواست پر فرمایا یہ نہیں ہوسکتا میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ لپیٹے پھریں۔

۳۔ وعدہ کی پابندی : غزوہ بدر میں کافروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی تھی ایسے موقعوں پر کسی بھی سپہ سالار کی یہ قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ جس قدر فوج میں اضافہ ہوسکے بہتر ہے' لیکن آپ ﷺ نے اس موقعہ پر کیا درس دیا ملاحظہ کیجئے:

حضرت حذیفہ بن الیمان اور ان کے ساتھی صحابی رسول مکہ سے آرہے تھے راستے میں کفار نے روکا اور اس شرط پر چھوڑا کہ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دیں گے' ان دونوں نے جب حضور اکرم ﷺ سے صورت حال بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا وعدہ کی پابندی ضروری ہے۔ ہمیں صرف خدا کی مدد پر بھروسہ ہے۔

۴۔ تواضع و انکساری : ہمارے معاشرے

میں آج کل خاص و عام کا اتنا فرق ہے کہ ایک چپڑاسی اپنے آفیسر کے سامنے دن میں بار بار کھڑا ہوتا ہے' جوں ہی صاحب تشریف لائے' چپڑاسی کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تعظیم میں کھڑا ہو جائے' اور جتنی مرتبہ آمنا سامنا ہو گا اس بے چارے کو یہ پریڈ کرنا ہو گی اسلامی معاشرے کے مصلح نے خود اپنے غیر ضروری تعظیم سے منع فرمادیا۔ ایک مرتبہ گھر سے باہر تشریف لائے لوگوں نے تعظیماً" کھڑا ہونا شروع کیا آپ ﷺ نے فرمایا اہل عجم کی طرح تعظیم کے لئے نہ اٹھو۔

۵۔ والدین کا مقام : آج ہمارے معاشرے کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اولاد کو کس طرح والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ والدین کا مقام پہچانیں اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وبالوالدین احسانا

ترجمہ:"اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔"

پیغمبر اسلام کے حقیقی والدین موجود نہ تھے لیکن رضائی والدین کے ساتھ آپ ﷺ کا جو برتاؤ تھا اور جس اخلاق سے آپ ﷺ ان سے پیش آتے اس کا ثبوت ابو داؤد کی یہ روایت ہے:

"آپ ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ کے رضائی والد آئے آپ ﷺ نے ان کے لئے چادر کا ایک کونہ بچھادیا پھر آپ ﷺ کی رضائی والدہ تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے دوسرا کونہ ان کے لئے بچھادیا اور یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رضائی بھائی آئے تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور انکو اپنے ساتھ بٹھادیا اور ایک صحابی کے دریافت کرنے پر تین مرتبہ فرمایا کہ والد کے ساتھ نیکی کرو پھر والدہ کے ساتھ اور پھر ان کے قریب تر ہوں۔"

۶۔ دوسروں کو معاف کر دینا : معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں اگر ہم دوسروں کو معاف کرنے کا جذبہ پیدا کریں تو معاشرے کے افراد میں باہمی محبت پیدا ہو گی جو اصلاح معاشرہ کا سبب بنے گی۔ شان تکمیل نبوت و رسالت کا عملی نمونہ ملاحظہ کیجئے:

عبداللہ بن ابی عمر بھر منافقت پر قائم رہا اور ہر موقعہ پر حضور اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا۔ غزوہ احد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹ گیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے والوں میں آگے آگے تھا لیکن رحمتہ للعالمین نے اس کی موت کے بعد بھی اس کی معافی کے لئے کوشش فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور نہ صرف یہ بلکہ فرمایا گیا اگر مجھے اختیار دیا جاتا اور معلوم ہوتا کہ میں ستر مرتبہ اس کی نماز جنازہ پڑھوں تو یہ بخش دیا جائے تو میں اس سے بھی زیادہ کرتا۔ معافی اور درگزر کی اس سے بڑھ کر تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے۔

مزید ملاحظہ کیجئے کہ سفر طائف میں آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کی جاتی ہے' آپ ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے ہیں' خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا ہے اور وضو کے لئے پاؤں جوتے سے نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس موقع پر بھی آپ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ کسی کے لئے برا نہ چاہو معاف کرو اور درگزر سے کام لو شاید یہ نہیں تو ان کی اولاد انسانی فلاح کے لئے کچھ کرے' لہٰذا اس موقع پر بھی جب آپ کے ہاتھ اٹھتے ہیں تو اللہ کی خوشنودی ہی کے لئے اے اللہ تعالیٰ جب تو مجھ سے ناخوش نہیں تو مجھے ان تکالیف کی کوئی پرواہ نہیں' کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے' تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے بس تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تاکید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں دعا کروں' اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی۔ اور تاریخ نے یہ بات ثابت بھی کردی کہ فاتح سندھ محمد بن قاسم طائف ہی کے قبیلے کے ایک فرد تھے۔

۷۔ اصلاح معاشرہ میں حکومت کا کردار : آج ہم میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ بات ہوتی ہے کہ کیا کریں یہ حکومت کا کام ہے اس سلسلے میں رسالت مآب ﷺ نے ہمیں یہ درس دیا کہ حکومت کیا ہے تم خود حکومت ہو تم میں اگر ہر ایک اپنی ذمہ داری کو بطریق احسن انجام دے تو حکومت خود بہتر کارکردگی کی شکل میں نظر آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا' ہر آدمی اپنے گھر کا راعی ہے' اور گھر والے اس کی رعایا ہیں۔ ہر ملازم اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور یہ مال و اسباب اس کی رعایا ہے پس ہر راعی سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہو گی۔

اصلاح معاشرہ کے لئے اتھارٹی : پیغمبر اسلام ﷺ نے جہاں معاشرے کی اصلاح کے لئے' ہمیں ایک ضابطہ اخلاق عملی صورت میں پیش کیا' وہاں یہ بھی فرمایا کہ "مجھے اس ذات مقدس کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ جانے۔"

اور یہ حقیقت ہے کہ کسی کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس پر یقین

کامل ہوجائے کہ وہ جو کہہ رہا ہے اس پر عمل کرکے انسان کامیابی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی اس حیثیت کی اللہ نے نہ صرف ضمانت دی بلکہ آپ ﷺ کی زبان سے یہ کہلوا دیا کہ:

"اے رحمتہ للعالمین ان بندوں کو بتا دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو میری اتباع کرو جس کے بدلے میں وہ نہ صرف تم سے محبت کرے گا بلکہ تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا۔"

اور یہ مقام صرف اور صرف پیغمبر اسلام کو حاصل ہے کہ جن کی اتباع کرکے ہم ایک ایسے معاشرے کو جنم دے سکتے ہیں' جس میں ہر فرد اپنے آپ کو محفوظ و مامون تصور کرے اور یہی مقصد ہے اصلاح معاشرہ کا۔

حرف آخر: یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ علم بھی بغیر عمل کے کمال تک نہیں پہنچ سکتا' علم الاولین والآخرین رکھنے والی اس ذات گرامی نے ایسا مکمل نقشہ کھینچا کہ سارا عرب بیدار ہوگیا اور ہر جہت زندگی میں کمال ہی کمال نظر آنے لگا' یہ سب اس شان تکمیل نبوت و رسالت کے طفیل ہوا۔

رسول کریم خود کمال و مکمل ہیں اس لئے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بھی تکمیلی مدارج پر لے جانے کے لئے ایک کامل نمونہ اصلاح پیش فرمایا جو دنیا کی تمام اقوام کے لئے یکساں مفید ہے۔ آپ ﷺ نے پہلے انسان کی طبعی حالتوں کی اصلاح کے قواعد بتلائے' کھانے پینے' بات چیت' اٹھنے بیٹھنے کے طریقے سکھلائے تاکہ لوگ مودب اور شائستہ ہوجائیں۔ پھر اخلاق زیادہ کو معتدل فرمایا' پھر اسلام و ایمان کے ذریعے محبت و رضا سکھلایا پھر تزکیہ نفس فرمایا تاکہ اخلاق فاضلہ پیدا ہوں۔ اس درجہ کمال پر صحابہ کو حیات طیبہ ملی جس سے وہ ایام جاہلیت اور عہد اسلام میں خوب تمیز کرسکتے تھے' حیات طیبہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر معرفت کے دروازے کھلے جو مجموعہ کمالات ہے' انہی تکمیلی مراحل کو آیت تکمیل میں یوں بیان فرمایا گیا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

ادنیٰ سے ادنیٰ علم بھی بغیر عمل کے کمال تک نہیں پہنچ سکتا

طریقہ زندگی کمال کو پہنچ گیا' تمام نعمتیں کمال کو پہنچ گئیں' مسلم نے اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کرکے اس کی رضا حاصل کرلی' یہی تو کمال حیات ہے اب نہ کسی رسول کی ضرورت اور نہ کسی کتاب کی' تکمیلی مراحل سارے طے ہوگئے۔

فاق النبیین فی خلق وفی خلق
ولم یدانوہ فی علم ولاکرم
وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم
وواقفون لدیہ عند حدھم
من نقطۃ العلم ومن شکلۃ الحکم
فھو الذی تم معناہ و صورتہ
ثم اصطفاہ حبیبا" باری النسم

ان اشعار میں شاعر نے کمال خوبی سے آپ ﷺ کو بحیثیت شان تکمیل نبوت و رسالت پیش کیا ہے' اور یہی وجہ تھی کہ شان تکمیل نبوت و رسالت کی تعلیمات کی ابدیت کے دشمن بھی معترف تھے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے اصلاح معاشرہ کا بیڑا اٹھائے ہوئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو آپ کو بچپن سے جانتے تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے اس مشن کو ناکام بنانے کے لئے اپنے مال' اولاد اور اپنی جانیں تک گنوادیں لیکن اس کے باوجود کسی نہ کسی انداز میں آپ ﷺ کی تعلیمات اور مثالی کردار کی تصدیق کرتے رہے۔

ایک روز قریش کے بڑے بڑے رؤسا جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے متعلق اظہار خیال ہورہا تھا نضر بن حارث جو قریش میں سب سے زیادہ جہاندیدہ شخص تھا کہنے لگا "اے قریش تم پر جو مصیبت آئی ہے' اب تک تم اس کی تدبیر نہ نکال سکے' محمد ﷺ تمہارے سامنے بچہ سے جوان ہوا وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ صادق العقل اور امین تھا' اب جب اس کے بالوں میں سفیدی آئی ہے اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے' کاہن ہے' شاعر ہے' خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں محمد ﷺ میں یہ کوئی بات نہیں تم پر کوئی نئی **مصیبت** آئی ہے۔

(ابن ہشام' ابو عبدالمالک)

ہم ایک ایسی مملکت کے شہری ہیں جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی لہٰذا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو حضور اکرم ﷺ بحیثیت شان نبوت و رسالت کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں تاکہ اصلاح معاشرہ **کے لئے** ہم اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں' اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کریں گے' تو اس کی جواب دہی اللہ کے سامنے ہمیں کرنا ہوگی اگر ہم سرخروئی چاہتے ہیں تو ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

○

ڈاکٹر فضل احمد' جامعہ کراچی

اتباع سُنّت ہی نجات کی کلید ہے

ایک تحقیقی تجزیہ

دنیا بھر کے مسلمان پورے سال عمومی طور پر اور ربیع الاول کے مہینے میں خصوصی طور پر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ کی مبارک یاد تازہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ آپ کی سیرت پاک کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ اور بے شمار طریقوں سے روح اقدس کے حضور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں' جس سے ہر مسلمان کا دل لبریز ہے۔

آج ہماری سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ دنیا میں ایمان کے دعویدار تو موجود ہیں' مگر انسانی معاشرہ ایمان کے ثمرات و برکات سے یکسر محروم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایمان ایک قلبی کیفیت کا نام ہے' جسے دیکھا نہیں جاسکتا لیکن یہ حقیقت ہے اور اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ یہ قلبی کیفیت مٹی کے نیچے دبے ہوئے بیج کی طرح نیک اعمال کی صورت میں بار آور ہوتا ہے اگر ایمان کے بیج سے خیر اور بھلائی کی کونپلیں نہیں پھوٹتیں اور یہ کونپلیں پاکیزہ معاشرہ کی صورت میں تناور درخت بن کر دکھی انسانیت کو آرام و سکون سے ہمکنار نہیں کرتیں' تو پھر ایمان کا یہ بیج وہ بیج نہیں ہو سکتا جو نبی اکرم ﷺ اور ان کے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انسانوں کے لئے انسانوں کے دل و دماغ میں بویا تھا' ایمان کے سائے میں کفر کا جھار جھنکار کس طرح موجود رہ سکتا ہے؟ اسی طرح کفر کی اس بیل کے نیچے ایمان کا درخت کس اصول کی بناء پر برگ و بار لا سکتا ہے۔

یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں ایمان اور کفر ایک دوسرے سے ہمرکاب نظر آتے ہیں۔ ممکن ہے بعض فریب خوردہ مسلمان اس صورتحال سے مطمئن ہوں کہ ایمان اور کفر کی اس یکجائی سے انہیں دنیوی لذت اور اخروی فوائد سے بھرپور فائدہ اٹھانے کا نسخہ ہاتھ لگ گیا ہوگا مگر جو لوگ ایمان اور اس کے مزاج اور مقتضیات کا کچھ بھی علم رکھتے ہیں وہ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایمان اور کفر کی یہ آمیزش دنیا و آخرت دونوں کی بربادی ہے وہ ایمان جو کفر کے ہاتھ مفاہمت کرنے پر آمادہ ہو اس کی حقیقت سراب سے کچھ کم نہیں۔

اسی لئے آپ کو اس بات پر غور کرنا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو صرف خراج عقیدت وصول کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا یا پھر خراج عقیدت کے ساتھ آپ ﷺ کو خراج اطاعت اور خراج اتباع بھی پیش کرنا ہمارا فرض ہے۔ اگر آپ حضور اکرم ﷺ کو خراج عقیدت کے ساتھ ساتھ خراج اطاعت اور خراج اتباع بھی پیش کریں تو ایسا خراج یقیناً" بارگاہ رب العزت میں قابل قبول ہوگا ورنہ نہایت قوی اندیشہ ہے کہ اطاعت و اتباع سے خالی و عاری اور نافرمانی و بغاوت سے آلودہ عقیدت نہ حضور اکرم ﷺ کے بارگاہ میں قبول ہوگی اور نہ ہی بارگاہ رب العالمین میں اسے شرف قبولیت عطا ہوگا اسی لئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ کے سامنے وہ تنبیہات پیش کردی جائیں جو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اور خود سرور دو عالم ﷺ نے اپنے فرمودات میں واضح کیں تاکہ ہم ان تنبیہات میں اور ان کے مقتضیات کی روشنی میں اپنے اپنے ایمان کا محاسبہ اور پڑتال کرسکیں' اتباع رسول مقبول ﷺ پر زور دیتے ہوئے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم○

ترجمہ: "اے میرے رسول' آپ فرما دیجئے اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ پر چلو تاکہ اللہ تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

محبت طلب مرضی کا سبب ہے اللہ کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند؟ یہ محض عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا اور اللہ کی طرف سے اطلاع پیغمبروں ہی کی معرفت سے آتی ہے' پس محبت خدا' اتباع انبیاء کا سبب ہے اتباع انبیاء ہی سے دل میں محبت الٰہی کا ہونا اور اتباع رسول نہ کرنے سے اللہ کی محبت کا نہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی محبت کا مدعی اور طریقہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہو تو وہ جھوٹا ہے جس کو اللہ کی کتاب جھوٹا قرار دے رہی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکفرین○

ترجمہ: "(اے میرے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا پھر اگر تم پھر

جاؤ تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔"

علامہ ابروسوی لکھتے ہیں:

"یعنی یہ آیت محمد ﷺ کی فضیلت پر دلالت کررہی ہے کہ جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور حضور اکرم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرے تو قرآن کی نظر میں اس کا دعویٰ غلط ہے اس لئے ایک شعر میں کہا گیا ہے "کہ تم اپنے معبود کی نافرمانی کرتے ہو اور ظاہر یہ کرتے ہو کہ مجھے محبت ہے" یہ تو ناممکن بات ہے کیونکہ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو ضرور اطاعت کرتے اس لئے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ لہٰذا جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی مخالفت کرے تو گویا اس کا دعویٰ جھوٹا ہے اس لئے کہ جو شخص کسی دوسرے سے محبت کرتا ہے تو اس شخص کی ہر ایک شئے سے محبت ہوجاتی ہے اسی کی طرف مجنون عامری نے اشارہ کیا۔"

ذرا غور فرمایئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا فرمایا یعنی وہ لوگ جو میرے محبوب رسول کا اتباع نہیں کرتے۔ ان کے نقش وپا کو خضر راہ نہیں بناتے اور اس کے ارشادات کے سامنے **سمعنا و اطعنا** کہتے ہوئے سر تسلیم خم نہیں کردیتے اور پھر کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے دل تیری محبت سے سرشار اور سینے تیرے عشق سے معمور ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اس کا تو مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں اگر واقعی انہیں مجھ سے الفت و محبت ہے تو میرے رسول کی اتباع کریں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میں بھی ان سے محبت کرنے لگوں گا' ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کردے تو پھر ان کو خود اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔"

یہ آیت بھی تمام مسلمانوں کو متنبہ کررہی ہے کہ ایمان اور ذاتی خود مختاری ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے' ایمان لانے کے بعد تم آزاد اور خود مختار نہ بنو بلکہ ہر معاملے میں اللہ اور رسول کے احکامات کی پیروی کرو۔

علامہ آلوسی مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی فضیلت اور عظمت کو واضح فرمایا کہ محمد ﷺ جو حکم دے ان کا حکم وہی درجہ رکھتا ہے جو اللہ کا حکم ہے اس لئے وہ اپنی خواہشات سے نہیں بولتے۔ ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "پس نہیں تیرے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ اے رسول تم کو اس معاملہ میں حکم یعنی جج نہ بنالیں جس میں ان کے درمیان اختلاف ہوا ہو پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے اپنے دل میں کوئی تنگی تک محسوس نہ ہو بلکہ سربسر تسلیم کریں۔"

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر بیان اس طرح کرتے ہیں:

"یعنی ایمان اس وقت تک مکمل نہ ہوگا جب تک کہ حضور اکرم ﷺ کے احکامات پر بلاچوں و چرا ایمان لایا جائے جب آپ ﷺ کوئی حکم فرمائیں تو دلوں میں اس حکم کے بارے میں کچھ شکوک و شبہات نہ پائے جائیں بلکہ بغیر کسی جھگڑے وغیرہ کے سر تسلیم خم کردیا جائے۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۳۰)

گویا آیت اس بات پر تنبیہ کررہی ہے کہ زندگی کے تمام امور اور معاملات میں سرور دو عالم ﷺ کے کئے ہوئے فیصلوں پر سختی سے عمل کرنا چاہئے اور ان کے بارے میں دل میں تنگی تک پیدا نہ کرنی چاہئے' یہ ایمان کے منافی ہے اور آج صورتحال یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے فیصلوں کو کھلم کھلا ٹھکرا رہے ہیں اور پھر عقیدت و محبت کے دعوے بھی ساتھ ساتھ کررہے ہیں۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: "اور جو خدا تعالیٰ کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا تو اس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا' جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔"
(سورۃ نساء ۱۴)

یہاں فتنے اور عذاب سے مراد آپس کے تفرقے' خانہ جنگیاں' صوبائی و علاقائی عصبیت کی لعنت' نظام جماعت کی پراگندگی' داخلی انتشار' دلوں کا بگاڑ' نیتوں کا فساد' اخلاق کا زوال' سیاسی و مادی قوت و طاقت کا سقوط' جابر و ظالم حاکم کا تسلط' غیروں کی غلامی' طوفان' سیلاب' معاشرتی بے راہ روی' اور نہ جانے کیا کیا عذاب اور فتنے کی صورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول رحمت کی نافرمانی کے باعث دنیا میں رونما ہوسکتی ہیں اور ہورہی ہیں اور آخرت کا عذاب اور احتساب اس سے الگ ہے' جس سے مرنے کے بعد دوچار ہوتا ہے۔

تنبیہات کے ضمن میں ان قرآنی آیات کے بعد اس سلسلے میں چند ارشادات نبوی ﷺ پیش کئے جاتے ہیں:

ایک جگہ سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ (سنن ابن ماجہ ج ۱' عن ابو عبداللہ' محمد بن یزدی)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ کی اطاعت کی اور

جس نے میری نافرمانی کی' اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔"

ایک اور موقع پر سرور کونین ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس میری شریعت کی تابع نہ ہوجائے۔"

(بخاری ج ۱' ص ۱۰۴)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو گمراہ نہ ہوگے' ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری سنت ہے۔" (مشکوٰۃ ج ۱' ص ۷۱)

ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا' جب تک کہ اس کے دل میں میری محبت اس کے والدین' اولاد' اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہوجائے۔"

ان ارشادات کی روشنی میں ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ اتباع و اطاعت سنت رسول ﷺ کے بغیر جس عقیدت و محبت کا ہم لوگ مظاہرہ کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک اس کی کیا قدر و قیمت ہے؟ اسی لئے ہمیں خراج عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اتباع سنت رسول ﷺ بھی پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع و اطاعت رسول و سنت رسول کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

○

بقیہ: صحابہ کرامؓ

سرداروں اور اصحاب شوریٰ کے پاس گئے' جو ان کو مسلمانوں سے صلح کرنے کی دعوت دینے لگے' لیکن ان لوگوں نے ان سرداروں اور اصحاب شوریٰ کی یہ بات نہ مانی' بلکہ اس پر ان کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیا۔ مسلمانوں نے دوبارہ پھر زور سے "اللہ اکبر" کہا' جس سے بہت سے گھر اور دیواریں گر گئیں' اور شہر والے پھر گھبرا کر سرداروں اور اصحاب شوریٰ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ اللہ کا عذاب ہے' اس پر شہر والوں نے صلح کی بات مان لی۔ (تاریخ ابن جریر طبری ج ۳' ص ۹۷)

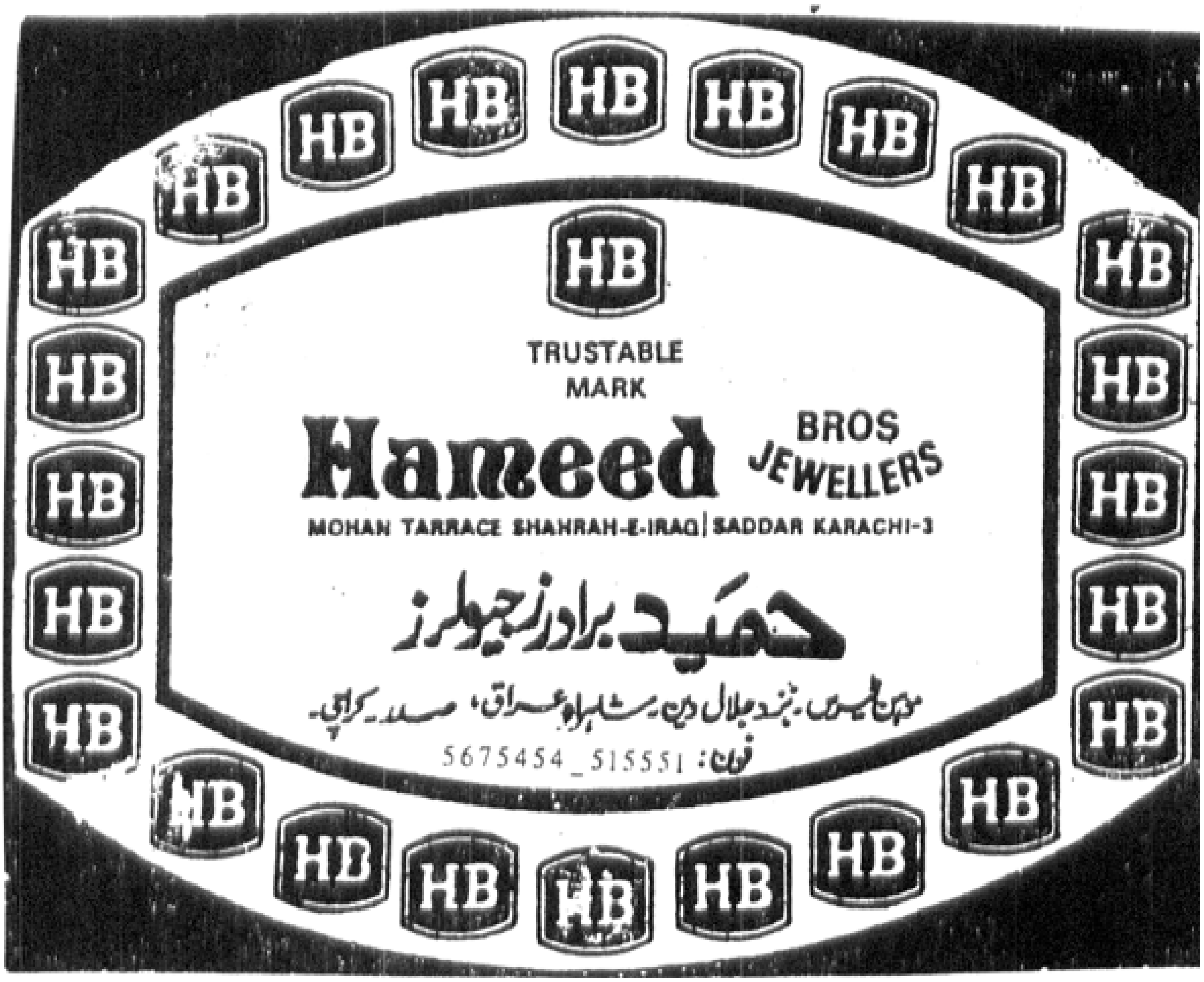

مرسلہ : مولانا عبدالرزاق مجاہد شجاع آبادی

وَرَفعنالک ذکرک

ابتدائے آفرینش سے اب تک ہزاروں لاکھوں انبیاء و رسل' رہنمایان مذاہب اور عظیم انسان اس عالم رنگ و بو میں آئے اور چلے گئے' ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں' جن کے لاکھوں' کروڑوں ماننے والے اور قدردان اب تک موجود ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے نام تاریخ کے اوراق کے سوا کہیں اور نہیں ملتے' ان سب میں صرف ایک ہی ذات اقدس ﷺ ایسی ہے' جس کے ذکر و اذکار سے کائنات کا کوئی بھی لمحہ ہرگز خالی نہیں گزرتا' یہ محض مبالغہ نہیں بلکہ ایک روشن ترین حقیقت ہے کہ جس کثرت اور پابندی کے ساتھ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کا ذکر مبارک امت مسلمہ کی زبانوں پر ہر وقت جاری رہتا ہے اس کی مثال روئے زمین پر کہیں نہیں ملتی' شعر کی زبان میں اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

بنے ہیں مدحت سلطان دوجہاں کے لئے
سخن زبان کے لئے اور زباں دہاں کے لئے

روضہ اقدس ﷺ کے جذب و کشش کا بھی عجیب عالم ہے' کسی کے قلم میں یہ طاقت نہیں ہے کہ بارگاہ قدس ﷺ کی ان کیفیات و تجلیات کو ضبط تحریر میں لاسکے اور انہیں لفظ و بیاں میں سمو کر وہاں کے محسوسات و واردات کی ترجمانی کرسکے' اللہ اکبر' عجب روح پرور اور نظر افروز منظر نظر آتا ہے۔۔

ہر شے ہے کہاں فردوس نظر
انوار کی بارش آٹھ پہر

بے اختیار دل چاہتا ہے کہ بس قربان ہوجائے اور اسی آستانہ مبارک کی جاروب کشی میں ساری عمر گزار دیجئے' بارہا کوشش کی کہ کہیں لمحات تنہائی کے میسر آجائیں' مگر ہرگز کامیابی نہ ہوسکی' ہجوم ہے کہ کسی وقت کم ہونے میں ہی نہیں آتا' اگر کچھ لوگ صلوۃ و سلام عرض کرکے ہٹتے ہیں' تو اس سے زیادہ ان کی جگہ آجاتے ہیں' یہاں حاضر ہوکر ہر انسان دنیا و مافیہا سے ایسے بے خبر ہوجاتا ہے کہ اسے نہ اپنا ماضی یاد رہتا ہے اور نہ مستقبل کا کوئی تصور اس وقت اس کے سامنے ہوتا ہے' بس صرف ایک حال ہوتا ہے' سرشاری اور خود فراموشی کی ایک کیفیت اور سرور ہوتا ہے جو لفظ و بیاں کی گرفت سے ماوراء ہے۔۔

جلووں کا یہ عالم کہ ٹھہرتی نہیں نظریں
دیکھیں گے یونہی تجھ کو مگر دیکھنے والے

دن رات کا وہ کون سا لمحہ ایسا ہے جس میں روئے زمین پر کہیں نہ کہیں آپ ﷺ کی ذات اقدس پر درود و سلام نہ بھیجا جاتا ہو' روزانہ پانچ مرتبہ اذان اور نمازیں جو طلوع و غروب کے فرق کے سبب سے دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں ہر وقت پڑھی جاتی ہیں' ان میں حضور نبی کریم ﷺ کے نام نامی کی منادی ہر وقت ہوتی رہتی ہے' کسی مسلمان نے نہیں بلکہ امریکہ کے ایک غیر مسلم محقق "رپلے" (REPLEY) نے دنیا بھر میں سنائی دینے والی آوازوں کا سروے کرکے اپنی مشہور کتاب "بلیو اٹ آر ناٹ" کی دوسری جلد میں لکھا ہے کہ پوری دنیا میں جو آواز سب سے زیادہ اپنی پوری یکسانیت کے ساتھ سنائی دیتی ہے وہ ایک ہی آواز ہے اور وہ ہے اذان کی آواز' جس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

یہ تو اس آواز کے بارے میں رپلے کی تحقیقات کا نتیجہ ہے' جو دنیا میں سب سے زیادہ سنی جاتی ہے' یہاں پر یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہر اذان میں کم سے کم دو مرتبہ آپ ﷺ کا اسم مبارک پکارا جاتا ہے' اس کے علاوہ "تکبیر" اور "تشہد" میں بھی آپ کے نام مبارک کا لیا جانا لازمی ہے۔

لغت میں محمد (ﷺ) کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی اس کی صحیح ترین مصداق ہے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی مخلوق کی اتنی تعریف نہیں ہوئی' ہر زمانے میں یہ مبارک نام کروڑوں مسلمانوں کے لئے حرز جان رہا ہے۔ ہر مسلمان آپ کے ذکر خیر کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہے۔

سورۃ الم نشرح کی یہ آیت "ورفعنالک ذکرک" یعنی اور ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کردیا ہے" آغاز اسلام میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں سخت ترین

مخالفتوں اور مشکلات میں گھرے ہوئے تھے' ہر طرف شدید مخالفتوں کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور اسلام کے پنپنے کی بظاہر کوئی شکل نظر نہ آتی تھی' یہ اسلام کا وہ ابتدائی زمانہ تھا' جب صرف چند ہی نفوس نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا تھا' اس وقت کوئی شخص بھی یہ سوچ نہ سکتا تھا کہ آپ کا رفع ذکر اس شان سے اور اتنے بڑے پیمانے پر ہوگا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ میرا اور آپ ﷺ کا رب پوچھتا ہے کہ میں نے کس طرح تمہارا رفع ذکر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے' جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔"

تاریخ کی شہادت ہے کہ قرآن کریم کی یہ پیشن گوئی بھی دوسری پیشن گوئیوں کی طرح حرف بحرف پوری ہوئی' چنانچہ رفع ذکر کا سلسلہ برابر بڑھتا جارہا ہے اور قیامت تک بڑھتا ہی رہے گا' یہ کتنا عظیم اور پائندہ ثبوت ہے آپ ﷺ کے رفع ذکر کا۔ ﷺ۔

جس کثرت سے آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ لکھے گئے ہیں' اور لکھے جارہے ہیں' یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ انگریز پروفیسر مارگولیتھ کے بقول "محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے' جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے۔" ایک یورپی مصنف جان ڈیون پورٹ نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے "یہ امر بالکل یقینی ہے کہ دنیا کی تمام مشہور شخصیتوں میں سے کسی کا نام بھی پیش نہیں کیا جاسکتا ہے' جس کی زندگی کے حالات محمد ﷺ کے حالات زندگی کی طرح پوری دیانت' صحت اور تفصیل کے ساتھ مل سکتے ہوں۔" (اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن ص اول)

اس لئے پورے عزم و وثوق کے ساتھ بلامبالغہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ نظام شمسی کے ماہ و سال کا کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں سیرت نبوی ﷺ پر کوئی کتاب یا مضمون کسی نہ کسی زبان میں لکھا نہ جارہا ہو' اور نعت کے ذریعے سے آپ کی مدح سرائی نہ کی جارہی ہو۔ شاعر نے سچ کہا ہے۔

ہے ان کا سلسلہ مدح کتنا پایاں
کہ آج تک نہ کسی نے اسے تمام کیا

سیرت نبوی ﷺ پر تصانیف و مضامین اور نعت گوئی کا ذخیرہ اتنا زیادہ اور بے شمار ہے اور بے حساب ہے کہ کوئی بڑی سے بڑی کوشش بھی اس کو جمع کرنے اور اکٹھا کرنے میں آج تک کامیاب نہیں ہوسکی' دنیا میں بے شمار زبانیں رائج ہیں' جن میں سیرت مقدسہ پر بے شمار تصانیف و مضامین اور اشعار کے ذخائر موجود ہیں' ذات اقدس ﷺ کی مدح اور توصیف میں بڑے بڑے دانشوروں اور باکمال شاعروں کی گردنیں کس طرح خم ہوتی جارہی ہیں اور کس فدائیت و فنائیت کے ساتھ وہ اپنے آپ کو بارگاہ قدسی ﷺ میں پیش کرتے رہے ہیں' اس کا کسی قدر اندازہ مشہور دانشور عالم مولانا عبدالرحمان جامیؒ کے اس شعر سے ہوسکتا ہے۔
۔

بصدق و صفا گشت بے چارہ جامی
غلام غلامان آل محمد

ایک دوسرے شاعر کا جذبہ عقیدت اور انداز بیاں دیکھئے۔

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی
بردر فیض تو استادہ بعد عجز و نیاز
رومی' و طوسی' و ہندی' و حلبی و عربی

قدسی کے ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ مجھے آپ ﷺ کے کتے سے بھی نسبت کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیوں کہ آپ کے کوچے کے کتے سے اپنے آپ کو منسوب کرنے کی جسارت کرنا بھی گستاخی ہے' آپ ﷺ کا آستانہ گھربار تو وہ آستانہ ہے' جس میں روم و شام طوس و عرب اور ہندوستان کے تاجداران تخت عجز و نیاز کے ساتھ دست بستہ حاضر ہیں۔

کہ ذات اقدس کی عظمت و جلالت کا یہ ادب و احترام اور فدائیت و فنائیت کا یہ اعتراف اس ذات گرامی ﷺ کے سوا اور کس کے لئے ہوسکتا ہے؟ یہ عشق و محبت اور یہ والہانہ عقیدت کسی اور انسان کے لئے کہاں پائی گئی ہے؟

پھر کیا یہ اس کی علامت نہیں ہے جس کی بشارت رب السموات والارض نے اپنے پیغمبر آخر الزمان ﷺ کو "ورفعنا لک ذکرک" یعنی "ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کردیا ہے" کہہ کردی تھی' جب کسی مسلمان کی زبان پر آپ ﷺ کا نام مبارک آتا ہے تو درود و سلام کے لئے ﷺ اس کے ساتھ ضرور ہوتا ہے' اور سننے والا بھی جب سنتا ہے تو وہ بھی بہ دل و جان ﷺ کا اعادہ کرنا اپنے لئے لازمی سمجھتا ہے۔

غرض کہ حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس کے سلسلہ میں اگر صرف اسی ایک پہلو کو لیا جائے تو اس کی نظیر بھی دنیا کی بڑی سے بڑی شخصیت میں نہ اب تک مل سکی ہے اور نہ آئندہ ملنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

(ماخوذ مکتوبات نبوی ﷺ)

اطہر عظیم

صحابہ کرامؓ کے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے دشمنوں کے بالاخانوں کا ہل جانا

حضرت ہشام بن عاص اموی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (دور صدیقی میں) مجھے اور ایک آدمی کو روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس اسلام کی دعوت دینے کیلئے بھیجا گیا' چنانچہ ہم سفر میں روانہ ہوئے اور دمشق کے غوطہ مقام پہنچے' اور جبلہ بن ایہم غسانی (شاہ غسان) کے ہاں ٹھہرے' ہم نے جبلہ کے پاس جانا چاہا تو اس نے اپنا قاصد ہم سے بات کرنے کیلئے بھیجا' ہم نے کہا اللہ کی قسم! ہم کسی قاصد سے بات نہیں کریں گے ہمیں تو بادشاہ کے پاس بھیجا گیا ہے' اگر بادشاہ ہمیں اجازت دے تو ہم اس سے بات کریں گے' ورنہ ہم اس قاصد سے بات نہیں کریں گے' قاصد نے واپس جاکر بادشاہ کو ساری بات بتائی' جس پر بادشاہ نے ہمیں اجازت دے دی' (ہم اندر گئے) اس نے کہا بات کرو' چنانچہ میں نے اس سے بات کی' اور اسے اسلام کی دعوت دی' اس نے کالے کپڑے پہنے ہوئے تھے' میں نے کہا آپ نے یہ کالے کپڑے کیا پہن رکھے ہیں؟ اس نے کہا میں نے یہ کپڑے پہن کر قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہیں ملک شام سے نکال نہ دوں' یہ کپڑے نہیں اتاروں گا' ہم نے کہا تمہارے بیٹھنے کی اس جگہ کی قسم! انشاء اللہ یہ جگہ بھی ہم آپ سے لے لیں گے' بلکہ شہنشاہ اعظم (شاہ روم) کا ملک بھی لے لیں گے' ہمیں یہ بات ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے' اس نے کہا تم وہ لوگ نہیں ہو' (جو ہم سے ہمارا ملک چھین لیں) بلکہ وہ تو وہ لوگ ہوں گے' جو دن کو روزے رکھتے ہوں گے' اور رات کو عبادت کرتے ہوں گے' تو بتاؤ تمہارے روزے کس طرح ہیں؟ ہم نے اس کو روزے کے بارے میں بتایا تو اس کا سارا چہرہ سیاہ ہوگیا' اور اس نے کہا چلو' پھر اس نے ہمارے ساتھ شاہ روم کے پاس ایک قاصد بھیجا' چنانچہ ہم وہاں سے چلے' جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو ہمارے ساتھ جو قاصد تھا' اس نے ہم سے کہا آپ لوگوں کی یہ سواریاں بادشاہ کے شہر میں داخل نہیں ہوسکتیں' اگر آپ لوگ کہیں تو ہم سواری کیلئے ترکی گھوڑے اور خچر دے دیں؟ ہم نے کہا اللہ کی قسم! ہم تو ان ہی سواریوں پر شہر میں داخل ہوں گے' ان لوگوں نے بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ یہ لوگ تو نہیں مان رہے ہیں' بادشاہ ہرقل نے انہیں حکم دیا کہ ہم لوگ اپنی سواریوں پر ہی آجائیں' چنانچہ ہم تلواریں لٹکائے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے بالاخانہ تک پہنچ گئے' ہم نے بالا خانہ کے نیچے اپنی سواریاں بٹھادیں' وہ ہمیں دیکھ رہا تھا' ہم نے "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہا تو اللہ جانتا ہے کہ وہ بالا خانہ ہلنے لگا' اور ایسے ہل رہا تھا' جیسے درخت کی ٹہنی کو ہوا ہلارہی ہو' ہرقل نے ہمارے پاس پیغام بھیجا کہ تم لوگوں کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ تم اپنے دین کی باتیں ہمارے سامنے زور سے کہو' پھر اس نے پیغام بھیجا کہ اندر آجاؤ' ہم اس کے پاس گئے' وہ اپنے قیمتی بچھونے پر بیٹھا ہوا تھا' اور اس کے پاس روم کے تمام جرنیل اور سپہ سالار بیٹھے ہوئے تھے' اس کی مجلس میں ہر چیز سرخ تھی' اس کے چاروں طرف سرخی تھی' اور اس کے کپڑے بھی سرخ تھے' ہم اس کے قریب گئے تو وہ ہنسنے لگا' اور کہنے لگا اگر آپ لوگ مجھے ویسے ہی سلام کرتے' جیسے آپس میں کرتے ہو تو اس میں کیا حرج تھا؟ اس کے پاس ایک آدمی تھا' جو فصیح عربی بولتا تھا' اور بہت باتیں کرتا تھا' (جو ترجمانی کررہا تھا) ہم نے کہا جس طرح ہم آپس میں سلام کرتے ہیں' اس طرح آپ کو سلام کرنا ہمارے لئے جائز نہیں' اور جس طرح آپ کو سلام کیا جاتا ہے' اس طرح سلام کرنا ویسے بھی جائز نہیں' اس نے پوچھا آپ لوگ آپس میں کیسے سلام کرتے ہیں؟ ہم نے کہا السلام علیکم' اس نے کہا آپ لوگ اپنے بادشاہ کو کس طرح سلام کرتے ہیں؟ ہم نے کہا اسی طرح' اس نے کہا وہ آپ لوگوں کو جواب کیسے دیتا ہے؟ ہم نے کہا ان ہی الفاظ سے' پھر اس نے پوچھا آپ لوگوں کا سب سے بڑا کلام کیا ہے؟ ہم نے کہا "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" اللہ جانتا ہے' ان کلمات کے کہتے ہی وہ بالا خانہ پھر ہلنے لگا' اور بادشاہ سر اٹھاکر دیکھنے لگا' پھر اس نے کہا اچھا یہ ہیں وہ کلمات' جن کے کہنے سے یہ بالاخانہ ہلنے لگا تھا' تو جب یہ کلمات آپ لوگ اپنے گھروں میں کہتے ہیں تو کیا وہ بھی ہلنے لگتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں یہ بات تو ہم نے صرف آپ کے ہاں دیکھی ہے' اس نے کہا میری آرزو یہ ہے کہ آپ لوگ جب بھی یہ کلمات کہیں تو آپ لوگوں کی ہر چیز ہلنے

لگے‘ چاہے مجھے اس کیلئے اپنا آدھا ملک دینا پڑے‘ ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ نبوت کی نشانی نہ ہوگی‘ بلکہ لوگوں کی شعبدہ بازی میں سے ہوگا‘ پھر اس نے بہت سے سوالات کئے‘ جن کے ہم نے جوابات دیئے‘ پھر اس نے کہا آپ لوگوں کے نماز روزے کس طرح ہوتے ہیں‘ اس کی ہم نے تفصیل بتائی‘ پھر اس نے کہا اب آپ لوگ اٹھیں‘ اور چلے جائیں‘ پھر اس کے حکم دینے پر ہمیں بہت عمدہ مکان میں ٹھہرایا گیا‘ اور ہماری بہت زیادہ مہمانی کا اہتمام کیا گیا‘ ہم وہاں تین دن ٹھہرے رہے‘ پھر ایک رات اس نے ہمارے پاس پیغام بھیجا‘ ہم اس کے پاس گئے‘ اس نے کہا اپنی بات دوبارہ کہو‘ ہم نے اپنی ساری بات کہہ دی‘ پھر اس نے ایک چیز منگوائی‘ جو بڑی چوکور پٹاری کی طرح تھی‘ اور اس پر سونے کے پانی کا کام کیا ہوا تھا‘ اس میں چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے‘ جن کے دروازے تھے۔ اس نے تالا کھول کر ایک خانہ کھولا‘ اور اس میں سے کالے رنگ کے ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ اسے ہم نے پھیلایا تو اس پر ایک آدمی کی سرخ رنگ کی تصویر بنی ہوئی تھی‘ اس کی داڑھی نہیں تھی‘ البتہ سر کے بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں‘ اللہ نے جتنے انسان بنائے‘ ان میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا‘ بادشاہ نے کہا کیا آپ لوگ اسے پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں‘ ان کے بال عام لوگوں سے زیادہ تھے‘ پھر اس نے دوسرا دروازہ کھول کر کالے ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ جس پر سفید تصویر بنی ہوئی تھی‘ اس آدمی کے بال گھنگھریالے جیسے تھے‘ آنکھیں سرخ‘ سر بڑا‘ اور داڑھی خوبصورت تھی‘ اس نے کہا کیا اسے پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں‘ پھر اس نے ایک دروازہ کھول کر کالے ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ اس پر ایک آدمی کی تصویر تھی‘ جو بہت سفید تھا‘ اس کی آنکھیں خوبصورت‘ پیشانی ستی ہوئی‘ رخسار لمبے‘ داڑھی سفید تھی‘ ایسے لگ رہا تھا جیسے مسکرا رہا ہو‘ اس نے کہا کیا آپ لوگ اسے پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا‘ اس میں سفید تصویر تھی‘ اللہ کی قسم! وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی‘ اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں! یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں‘ اور ہم خوشی کے مارے رونے لگے‘ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ایک دم اٹھا‘ اور کچھ دیر کھڑا رہا‘ پھر بیٹھ گیا‘ پھر کہا اللہ کی قسم! یہ وہی ہیں‘ ہم نے کہا ہاں‘ بے شک! یہ وہی ہیں‘ گویا کہ آپ ان کو ہی دیکھ رہے ہیں‘ پھر کچھ دیر وہ اسی تصویر کو دیکھتا رہا‘ پھر کہنے لگا یہ تصویر تھی تو آخری خانے میں‘ لیکن میں نے آپ لوگوں کا امتحان لینے کیلئے ذرا جلدی نکال لی تاکہ پتہ چلے کہ آپ لوگوں کی معلومات کیا ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے کالے رنگ کے ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ جس پر گندمی رنگ والے‘ سیاہی مائل آدمی کی تصویر تھی‘ جس کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے‘ آنکھیں اندر گھسی ہوئیں‘ نگاہ تیز‘ منہ چڑھا ہوا‘ اور دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے‘ اور ہونٹ سمٹا ہوا تھا‘ اور ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے کہ غصہ میں ہوں‘ اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں‘ اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی‘ جو بالکل ان جیسی تھی‘ البتہ ان کے سر پر تیل لگا ہوا تھا‘ پیشانی چوڑی تھی‘ اور ان کی آنکھوں میں کچھ بھینگا پن تھا‘ اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں‘ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ جس پر ایک آدمی کی تصویر تھی‘ جس کا رنگ گندمی‘ بال سیدھے‘ اور قد درمیانہ تھا‘ اور وہ ایسے نظر آ رہے تھے کہ جیسے غصہ میں ہوں‘ اس نے کہا کیا ان کو پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام ہیں‘ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ جس پر ایک سفید آدمی کی تصویر تھی‘ سفیدی میں کچھ سرخی ملی ہوئی تھی‘ ناک اونچی‘ رخسار ہلکے‘ اور چہرہ حسین و جمیل تھا‘ اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ اس پر ایک تصویر تھی‘ جو حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ تھی‘ صرف یہ فرق تھا کہ ان کے ہونٹ پر تل تھا‘ اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر کالے ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ جس میں ایک سفید آدمی کی تصویر تھی‘ جس کا چہرہ خوبصورت‘ ناک اونچی‘ اور قد اچھا تھا‘ اس کے چہرے پر نور بلند ہو رہا تھا‘ ان کے چہرے سے خشوع معلوم ہو رہا تھا‘ اور ان کا رنگ مائل بسرخی تھا‘ اس نے کہا کیا آپ لوگ انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ تمہارے نبی کے دادا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا‘ جس میں حضرت آدم علیہ السلام جیسی تصویر تھی‘ اور ان کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا‘ اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشم کا ایک

کپڑا نکالا' جس میں سرخ رنگ کے آدمی کی تصویر تھی' جس کی پنڈلیاں پتلی' آنکھیں چھوٹی' اور کمزور' پیٹ بڑا' اور قد درمیانہ تھا' تلوار بھی گلے میں لٹکائی ہوئی تھی' اس نے پوچھا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے سفید ریشم کا ایک کپڑا نکالا' جس میں ایک آدمی کی تصویر تھی' جس کے سرین بڑے' پاؤں لمبے تھے' اور وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے' اس نے کہا کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر اس میں سے کالے ریشم کا ایک کپڑا نکالا' جس میں سفید تصویر تھی' وہ بالکل جوان تھے' داڑھی بے انتہا کالی' اور بال بہت زیادہ' آنکھیں اور چہرہ بہت خوبصورت تھا' اس نے کہا کیا انہیں پہچانتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں' ہم نے پوچھا آپ کو یہ تصویریں کہاں سے ملی ہیں؟ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ انبیا علیہم السلام کو جو شکل و صورت عطا فرمائی گئی تھی' یہ اس کے مطابق ہیں' اس لئے کہ ہم نے اپنے نبی پاک علیہ السلام کی تصویر ان کی شکل و صورت کے مطابق بنی ہوئی دیکھی ہے' اس نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ سوال کیا تھا کہ میری اولاد میں سے جتنے نبی ہوں گے' وہ مجھے دکھادیں' اس پر اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کی یہ تصویریں حضرت آدم علیہ السلام پر اتاری تھیں' اور سورج ڈوبنے کی جگہ کے پاس جو حضرت آدم علیہ السلام کا خزانہ تھا' اس میں یہ تصویریں رکھی ہوئی تھیں' جن کو وہاں سے نکال کر ذوالقرنین نے حضرت دانیال علیہ السلام کو دی تھیں۔ پھر ہرقل نے کہا غور سے سنیں اللہ کی قسم! اس کیلئے میں دل سے تیار ہوں کہ میں اپنے ملک کو چھوڑ دوں' اور آپ لوگوں میں جو اپنے غلاموں کے ساتھ سب سے برا سلوک کرتا ہو' میں اس کا مرتے دم تک کیلئے غلام بن جاؤں (لیکن اسلام میں داخل ہونے کیلئے تیار نہیں) پھر اس نے بہت عمدہ تحفے دیکر ہمیں رخصت کیا۔ جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ہم نے ان کو ساری کارگزاری سنائی' ہرقل نے ہمیں جو کچھ دکھایا' جو کچھ کہا' اور جو تحفے دیئے' وہ سب ہم نے ان کو بتائے' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے' اور فرمایا یہ بے چارہ ہرقل مسکین ہے' اگر اللہ کا اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ ہوتا تو یہ بھلائی کا کام کرلیتا یعنی اسلام میں داخل ہوجاتا' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک' صفات وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۱ ص ۳۸۶' کنزالعمال ج ۱۲ ص ۳۶۵)

حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں تو ان تصویروں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصویر کا ذکر نہیں ہے' لیکن بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے' اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تصویر کا ذکر اس طرح ہے (کہ بصریٰ شہر کے نصاریٰ مجھے ایک گرجا گھر میں لے گئے' اس میں بہت سی تصویریں تھیں) پھر انہوں نے مجھ سے کہا دیکھو کیا اس نبی کی تصویر ان میں نظر آرہی ہے؟ میں نے دیکھا تو ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بھی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصویر بھی تھی' وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی پکڑے ہوئے تھے' انہوں نے مجھ سے کہا کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آئی؟ میں نے کہا جی ہاں! انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی طرف اشارہ کرکے کہا کیا وہ یہ ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یہی ہیں' پھر انہوں نے کہا تم ان کو پہچانتے ہو جو ان کی ایڑی پکڑے ہوئے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے حضرت یعنی تمہارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ان کے بعد ان کے خلیفہ ہیں۔ (البدایہ ج ۶' ص ۶۳)

طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے کہا یہ ان کی ایڑی کے پاس کھڑا ہوا آدمی کون ہے؟ اس نصرانی نے کہا تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر نبی کے بعد نبی ضرور ہوتا تھا' لیکن تمہارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ ان کے بعد ان کے خلیفہ ہیں' تو یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصویر تھی۔ (پہلے نبیوں کی شریعت میں جاندار کی تصویر کی اجازت تھی' لیکن ہماری شریعت میں اجازت نہیں) (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۱ ص ۳۸۵)

قبیلہ غسان اور قبیلہ بنو قین کے چند مشائخ بیان کرتے ہیں کہ حمص کی لڑائی میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صبر کا بدلہ یہ دیا کہ حمص والوں پر زلزلہ آیا' اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ مسلمان ان کے مقابلہ کیلئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے زور سے "اللہ اکبر" کہا' جس کی وجہ سے شہر حمص میں رومیوں پر زلزلہ آگیا اور دیواریں پھٹ گئیں' تو وہ سب گھبرا کر اپنے

باقی صفحہ ۱۳ پر

پروفیسر منزہ خانم' اسلام آباد

حج کے دوران خواتین کے فرائض

پوری دنیا سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حجاج کرام حرمین شریفین کی حاضری کے لئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے لباس اور وضع قطع کے اعتبار سے فوراً" پہچان لئے جاتے ہیں کہ وہ دنیا کے کس خطے اور ملک سے تعلق رکھتے ہیں' ان کا تعلق کس زبان وادب سے ہے۔ انہیں ان کے لباس اور وقار کی وجہ سے عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ وہ انہیں دو چیزوں یعنی کردار انداز اور لباس کی وضع قطع میں نہ صرف اپنی بلکہ اپنے ملک کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں۔

ہر حاجی کو اللہ تعالیٰ کے گھر روانگی کے وقت یہ بات اپنے دل و دماغ میں نقش کر لینی چاہئے کہ وہ رب کائنات کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے ایک عظیم الشان مشن پر جا رہا ہے تاکہ سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کرتے ہوئے شرک و بت پرستی کو ختم کر کے صراط مستقیم کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

اللہ کریم کے بلاوے پر جو حجاج کرام بیت اللہ شریف جا پہنچتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔ ہر مہمان صاحب خانہ کے آداب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے لیکن جب مہمان ہو رب کائنات کا تو سبحان اللہ' یہ حاجی کے لئے کس قدر بڑا اعزاز ہے کہ اسے اللہ کریم نے اپنا مہمان بنایا ہے سو اس مہمان کے لئے لازم ہے کہ اس گھر کے مالک اور قادر مطلق کی عظمت و شان کے مطابق اس کے گھر میں اپنے بہترین کردار' اطوار اور اخلاق کا مظاہرہ کرے تاکہ جب اس گھر کی زیارت خاص اور مناسک حج ادا کر کے رخصت ہو تو اپنے خالق حقیقی کی رضامندی اور خوشنودی اس کے لئے زاد راہ کے طور پر ہمراہ ہو یہ رضامندی اور خوشنودی کی زاد راہ اسے ساری عمر کے لئے سرخرو کر دے' اس کا بیڑہ پار ہو جائے' دین و دنیا دونوں کی راحتوں سے سرفراز ہو جائے۔

حج کے مبارک موقع پر ہر حاجی اپنے عزیز وطن کا سفیر اور قومی نمائندہ ہوتا ہے اس لئے اس کی گفتگو' اس کا انداز تکلم' اس کا اخلاق' اس کا طریق رہائش اور اطوار و انداز ایسا ہونا چاہئے جس سے دیگر برادران اسلام خوش ہوں اور اس کے اپنے ملک و وطن کا نام عزت و احترام سے لیا جائے۔

چونکہ حجاج کرام مناسک حج کے دوران انتہائی مصروف اور سفر و حضر کی مشقتوں میں ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے لباس و احرام کی طرف سے سستی کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں جب کہ اس مقدس جگہ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حاجی صاف ستھرا ماحول فراہم کرے' کیونکہ لباس کی صفائی و ستھرائی اور بدن کی نظافت دوسرے ساتھی کے دل میں عزت و احترام کا جذبہ پیدا کرتی ہے چونکہ اس مبارک موقع پر حرمین شریفین میں لاکھوں کی تعداد میں حجاج کرام موجود ہوتے ہیں لہٰذا اگر وہ سبھی اس بات کو پیش نظر رکھیں تو پورا ماحول معطر ہو جاتا ہے سو ہر حاجی خوشی' دلجمعی اور اطمینان سے اپنی عبادت کے فرائض میں مگن ہو سکتا ہے اور ماحول کی نظافت اسے بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔

اسلام نے خواتین کو پردہ کا حکم فرمایا ہے' پاکستانی خواتین کو حرمین شریفین اور سعودیہ کی رہائش گاہوں کو اختیار کرتے ہوئے اس بات کو بطور خاص ملحوظ رکھنا چاہئے بعض خواتین کا خیال ہوتا ہے کہ چونکہ یہاں کوئی نہیں جانتا اور گرمی بھی شدید ہے اس لئے برقعے اور پردے کو بالائے طاق رکھ کر کھلے منہ اور سینہ ڈھانپے بغیر گھومتی نظر آتی ہیں جو کہ انتہائی معیوب اور تکلیف دہ بات ہے۔

ہماری ان پاکستانی خواتین کو معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا کے مختلف اسلامی ممالک کے باشندے اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کس ملک کی خواتین ہیں۔ اس موقع پر دنیا کے دیگر بڑے اسلامی ممالک کی خواتین خاص طور پر سر ڈھانپے ہوئے اور کھلے کھلے لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں اور دیکھنے والے انہیں باعزت مقام دیتے ہیں۔ ان خواتین نے سر اس انداز میں ڈھانپا ہوتا ہے کہ سر کا ایک بال تک نظر نہیں آتا اور کندھے اور سینے کو بخوبی ڈھانپا ہوتا ہے جس بناء پر وہ باپردہ خواتین باوقار اور اپنے ممالک کی بہترین نمائندہ نظر آتی ہیں۔

خواتین کو حج کے دوران لازم ہے کہ اپنے محرموں کے ساتھ طواف کعبہ میں شریک ہوں۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے بھیڑ اور ہجوم میں

ہرگز نہ جائیں' کیونکہ غیر محرموں سے اختلاط نہ کرنا گناہ ہے اور انہیں کوشش یہ کرنی چاہئے کہ انتہائی رش اور بھیڑ کے دنوں میں بھی یہ احتیاط ضروری کریں کہ خواتین کی صفوں میں شریک ہوں۔ مردوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی خواتین کو پردے کے ضروری مسائل سے روشناس کرتے رہیں اور انہیں باپردہ اور ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تاکید کرتے رہیں۔

چونکہ ہر حاجی اپنے مقدس فریضے کی انجام دہی کے علاوہ اپنے ملک کی سفارت کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے سو اس لئے اس اہم بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ جائزہ بخوبی لے لینا چاہئے کہ ہر حاجی کو ملکی وقار بڑھانے کے لئے کن کن باتوں کو ملحوظ رکھنا ہوگا تاکہ قیام حج کے دوران ان باتوں پر خصوصی توجہ دی جاسکے۔

اللہ کریم سے دلی دعا ہے کہ ہم سب کو اپنے دین ملک اور شعائر اسلام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں مثالی انسان اور متقی و پرہیزگار مومن بنائے۔ آمین

حمزہ عالم اسلامک لائبریری
دینی کتب اور کیسٹوں کا مرکز
مکان نمبر 1002 گلی نمبر A / 17 محمود آباد ساڑھے چار نمبر کراچی
رابطہ بذریعہ فون (عمران عالم)
فون : شام 6 بجے سے رات 9 بجے تک
4523288, 4542363, 4520333-444

بقیہ : معقول گفتگو

والے کو اچھی طرح سمجھ آجائے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو خوب ٹھہر ٹھہر کر فرمایا کرتے تھے اور اختصار سے کیا کرتے تھے' گفتگو کے ضمن میں یہ ادب بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جب چند لوگوں کے سامنے گفتگو کرنے کا موقع ملے تو التفات ایک ہی جانب نہ رہے بلکہ وقفے وقفے سے ہر ایک کی طرف منہ کیا جائے تاکہ دوسروں کو عدم التفات کی شکایت نہ ہو۔

جبار کارپٹس
زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ • وینس کارپٹ • اولمپیا کارپٹ
ڈیلرز
PH: 6646888 - 6647655
FAX: 092-21-521503
مساجد کیلئے خاص رعائت
سہ، این آر ایونیو نزد جیری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

ایک عالم باعمل عظیم شخصیت

حافظ محمد عالم قادریؒ

برصغیر پاک و ہند میں خالق کائنات نے ترویج دین اور اشاعت علوم اسلامیہ کا جو کام علماء حقہ سے لیا اس کی نظیر دنیا کے دوسرے ممالک اور خطوں میں نہیں ملتی۔ اس کی دلیل اہل علم کا اپنا کردار اور عمل اور امت تک خالق کائنات کا پیغام پہنچانے کا جذبہ ہے۔ اہل حق کا یہ قافلہ امام شاہ ولی اللہؒ سے شروع ہوا۔ اس قافلہ نے تصوف، تقویٰ، تحصیل علوم اسلامیہ، تدریس علم، اعلائے کلمۃ اللہ، سیاسیات اور ملی و ملکی آزادی کے ہر میدان میں کامیاب محنت اور کوشش کی اور انوار نبوت اور ختم نبوت چار دانگ عالم میں روشن کیا۔ اسی قافلہ اہل حق کے ایک ہدی خوان استاذ الحفاظ، استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ محمد عالم قادریؒ صاحب بھی تھے۔ جو حفظ قرآن اور علوم قرآن کی شمع کو نصف صدی تک خود روشن کرتے رہے۔ ایک ہفتہ کی علالت کے بعد واصل بحق ہوگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا کے مختصر حالات زندگی ذیل میں درج ہیں:

خاندان:

آپ قطب شاہی اعوان خاندان کے چشم و چراغ تھے، آپ کی ولادت ضلع کیمبل پور کے تھانہ چونترہ کے گاؤں میاں میں ہوئی یہ تھانہ چونترہ اب ضلع راولپنڈی میں شامل کردیا گیا ہے اور میاں گاؤں چک بیلی خان سے دس کلومیٹر واقع ہے دس گیارہ سال کی عمر میں اپنے تایا حافظ سردار محمد صاحبؒ سے قرآن پاک حفظ کیا۔

تعلیم:

چکوال کے ایک قصبہ نیلہ میں اپنے خاندان کے بزرگ حضرت مولانا غلام ربانی صاحبؒ سے ابتدائی عربی کی کتابیں شروع کیں استاد محترم نے اپنے پیرو مرشد حضرت مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی خدمت میں لے جاکر دعا کی درخواست کی پیر صاحبؒ نے علم و عمل میں برکت کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد وڈالہ سندھواں گوجرانوالہ میں، چونڈہ سیالکوٹ میں، پیرپائی پشاور میں تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا آخر میں گوجرانوالہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا چراغ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مسلسل چار سال تک تحصیل علم میں مصروف رہ کر درس نظامی کی موقوف علیہ تک تکمیل کی، پھر جامعہ امینیہ دہلی میں جاکر مفتی اعظم ہند حضرت اقدس مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے علوم حدیث کی تکمیل کے بعد سند فراغ حاصل کی۔

جہاد:

چونڈہ میں تعلیم کے زمانہ میں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے انگریز کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور سنت یوسفی کو زندہ کرتے ہوئے تین ماہ تک جیل میں رہنے کی سعادت حاصل کی۔

تعلیم و تعلم:

تحصیل علم کے عرصہ میں حضرت کے والدین کیمبل پور سے نقل مکانی کرکے ضلع بھاولنگر بخش خان چک ۵۳ فتح میں آباد ہوچکے تھے۔ دہلی سے واپس آکر کچھ عرصہ والدین کے ساتھ رہے پھر گوجرانوالہ میں پولیس لائن کی مسجد میں امامت کی۔ پھر استاد مولانا چراغ محمد صاحبؒ نے فرمایا کہ شہروں میں تو کام ہوہی رہا ہے آپ کا علاقہ نیا ہے وہاں جاکر کام کریں۔ چنانچہ بخش خان میں آخر ایک مسجد کی جگہ منتخب کرکے جمعہ پڑھانا شروع کردیا، کچھ عرصہ بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسجد تعمیر کرادی، جس میں درس قرآن اور خطبات جمعہ کے ذریعہ عوام الناس کی اصلاح میں مصروف ہوگئے۔ اور قرآن پاک حفظ و ناظرہ تعلیم شروع کردی۔ قرآن کریم پڑھانے کا یہ سلسلہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک رہا، مدرسہ عربیہ اشرف العلوم کی باقاعدہ بنیاد ۱۹۵۸ء میں رکھی اور ۱۹۶۲ء میں حضرت اقدس مولانا محمد علی جالندھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں جلسہ کرکے مدرسہ کا تعارف علاقہ میں کرایا۔ جو ترقی کرتے ہوئے آج بڑا دینی مرکز بن چکا ہے۔ جہاں حفظ و ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ درس نظامی کا نصاب موقوف علیہ تک پڑھایا جاتا ہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ قرآن پاک پڑھانے کا سلسلہ ۱۹۹۵ء تک جاری رکھا۔

اسکول میں تعلیمی خدمات:

علاقہ کے زعماء اور اسکول کے اساتذہ کی درخواست پر اسکول میں عربی پڑھانا شروع کردی چنانچہ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۴ء تک اسکول میں بحیثیت عربی ٹیچر طلبہ کی علمی، دینی اور روحانی تربیت فرماتے رہے۔

روحانی فیض:

اصلاح باطن کے لئے حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے قطب الارشاد شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد سلسلہ قادریہ میں فیض حاصل کیا اسی لئے اپنا نام بھی حافظ محمد عالم قادری لکھتے تھے۔

عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

سنت نبوی علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ آپ کے ایک بہت ہی قریبی ساتھی محمد اعظم قریشی صاحب کے بقول چالیس سال کے طویل عرصہ رفاقت میں آپ سے کبھی بھی کوئی عمل ایسا سرزد نہیں ہوا' جس پر سنت نبوی علیہ السلام کی مہر نہ ہو یہاں تک کہ ہر عمل میں مستحبات تک کا پورا اہتمام فرماتے تھے۔ الاستقامتہ فوق الکرامتہ

زیارت حرمین شریفین:

یہ بھی آپ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کھلا ہوا مظہر ہے کہ ظاہری اسباب و وسائل کے نہ ہونے کے باوجود اللہ پاک نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو سات دفعہ حرمین الشریفین کی زیارت کی سعادت بخشی' جن میں سے چار سفروں میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔

عشق قرآن:

قرآن پڑھانے کے ساتھ ساتھ اپنی تلاوت کا معمول یہ تھا کہ ہمیشہ رات کو گھر میں سب کو سلا کر خود کھڑے ہوجاتے اور کھڑے' بیٹھے' ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے کرتے رات گزار دیتے اور آخیر شب میں تہجد اور وظائف کا معمول تھا۔

درس قرآن:

ہمیشہ نماز فجر کے بعد درس قرآن دینے کا معمول رہا' اور اس درس میں کئی مرتبہ قرآن پاک مکمل کیا۔ اور درس قرآن کا ایسا جذبہ تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہونے سے دو دن قبل تک مسجد میں ظہر کے بعد درس دیتے رہتے تھے۔

کسر نفسی:

زندگی کے آخری ایام میں اکثر یہ فرماتے تھے کہ ساری عمر ضائع کردی ہے کوئی عمل نہیں کرسکا ہوں کیا بنے گا؟ ہر آنے اور ملنے والے سے درخواست فرماتے کہ دعا کریں اللہ پاک آخرت اچھی کردے اور خاتمہ بالخیر ہوجائے۔ اللہ کا فضل ہی چاہئے کہ اپنے پلے تو کچھ بھی نہیں۔

تحریک ختم نبوت ۵۳ء میں حصہ:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد چشتیاں کے ساتھ ملکر حضرت نے حصہ لیا' اور حضرت قاری صاحب کی گرفتاری کے بعد ان کی جگہ جامع مسجد میں اور مدرسہ میں فرائض انجام دیتے رہے بعد میں چلنے والی ہر تحریک میں بھی دعاؤں اور مشورہ کے ذریعہ سرپرستی فرماتے رہے۔

وصال کے وقت خوشبو:

وصال کے وقت ایسی خوشبو آپ سے آرہی تھی کہ اس سے قبل کبھی سونگھنے میں نہیں آئی' حدیث پاک کا مفہوم کا مشاہدہ ہورہا تھا کہ نیک روح کے وصال کے وقت ملک الموت کے ساتھ پانچ سو فرشتے جنت کے گلدستے لیکر آتے ہیں۔

صدقہ جاریہ:

سینکڑوں شاگرد آپ کا جاری کردہ ادارہ مدرسہ اشرف العلوم اور عالم باعمل بیٹا صدقہ جاریہ ہے۔

پسماندگان:

اہلیہ محترمہ الحمدللہ بیسیوں حفاظ کی استاد ہیں' اولاد میں تین بیٹوں میں سے دو حافظ ہیں دونوں بیٹیاں حافظہ ہیں' بڑا بیٹا حافظ نذیر احمد واپڈا میں ملازم تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہے' بیس سے زیادہ ملکوں میں دعوت کے کام میں شرکت کی سعادت حاصل کرچکے ہیں' دوسرے بیٹے مولانا رشید احمد رشیدی صاحب کو مسجد اور مدرسہ میں حضرت کا جانشین مقرر کیا گیا ہے۔ تیسرے بیٹے منیر احمد گھر میں چھوٹی سی دکان کے ساتھ پرانے بخشن خان کی چھوٹی مسجد میں امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف رحمتہ اللہ علیہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ (آمین)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال عظیم

آتا ہے مجھے ان سے گزارش کا قرینہ
ہونٹوں پہ مناجات ہے ماتھے پہ پسینہ
دنیا میں نہ ہو جن کا کہیں کوئی ٹھکانہ
ان خانہ خرابوں کا ٹھکانا ہے مدینہ
طوفان سے بچ کر تو نکل آئے ہیں ہم لوگ
غرقاب نہ ہوجائے کنارے پہ سفینہ
دامان محمدؐ کبھی ہاتھوں سے نہ چھوٹے
اے حلقہ بگوشان شہنشاہ مدینہ
جو کچھ جسے لینا ہے چلا جائے مدینے
اس شہر میں بٹتا ہے شب و روز خزینہ
آغاز ابراہیم ہیں' انجام محمدؐ
معراج' رسالت کو ملی زینہ بہ زینہ
جس خاک پہ ہو نقش کف پائے محمدؐ
اس خاک کے نیچے ہے فضائل کا دفینہ
اقبال نے پایا ہے بزرگان سلف سے
اس در کی غلامی کا شرف سینہ بہ سینہ

بابو شفقت قریشی سہام

گوناگوں مسائل کا حل معقول گفتگو میں مضمر ہے

اسلام عبادات کے مجموعے کے علاوہ اپنا معاشرتی اور اخلاقی نظام رکھتا ہے جس کی بدولت اسے ایک مکمل ضابطہ حیات کہا جاتا ہے۔ دین اسلام زندگی کے ہر شعبہ پر مبنی ہے اور معاملات زندگی میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام ایک طرف انسان کو دنیا کی سرفرازی سے ہمکنار کرتا ہے تو دوسری طرف اخروی نجات کا ضامن بھی ہے۔ اس میں جہاں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق واضح احکام موجود ہیں وہاں آداب گفتگو سے متمتع ہونے کی ترغیب دیکر معاشرتی زندگی کو خوشگوار بھی بنانا چاہتا ہے' غرضیکہ دین اسلام میں عالمگیر انسانی زندگی کے گوناگوں مسائل کا حل موجود ہے۔ اور جہاں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کے ادب کا حکم ملتا ہے وہاں گفتگو کرنے کے آداب پر بھی بہت زور دیا گیا ہے سورہ الاحزاب آیت نمبر ۷۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو' اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔"

دین اسلام کے تعلیم کردہ آداب گفتگو میں نرمی سے بات چیت کرنے کو بے حد اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نرم لہجہ میں بات چیت کرنے کو بے حد پسند کیا ہے' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کے دربار میں بھیجا گیا تو ارشاد خداوندی ہوا کہ:

ترجمہ: "تم اس سے نرمی سے بات کرنا" (طہ ۴۴)

گفتگو سے انسان کی خصلت و طبیعت' اخلاق و کردار اور اچھے برے ہونے کا اندازہ ہوتا ہے اس لئے جب بھی آپس میں بات چیت کی جائے تو وہ بامقصد منصفانہ اور درست ہونی چاہئے اور اس کے کرنے اور کہنے میں فریقین کو فائدہ پہنچنا چاہئے۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وقولو للناس حسنا (اور لوگوں سے اچھی بات کہو) انسان کو قوت گویائی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور یہ بھی پسند فرمایا ہے کہ جب اس زبان کو استعمال کیا جائے تو نیک مقصد کیلئے استعمال کیا جائے زندگی کے روزمرہ کے مشاغل' رہنے سہنے' اٹھنے بیٹھنے' چلنے پھرنے' کھانے پینے اور سونے جاگنے کے بارے میں جہاں عمدہ تعلیمات دی گئی ہیں وہاں گفتگو اور زبان کے استعمال کے ضمن میں بھی بہتر آداب سکھائے گئے ہیں۔ دنیا میں اکثر اوقات جھگڑے اور فسادات زبان کی بے احتیاطیوں اور بے باکیوں سے پیدا ہوتے ہیں' اگر انسان اپنی زبان کو قابو میں رکھے ہر قسم کی فحش گوئی' بری باتوں سے اجتناب کرے اور آداب گفتگو کو ملحوظ رکھے تو نہ صرف فسادات اور جھگڑوں میں بے حد کمی واقع ہو سکتی ہے بلکہ بہت سے کام خوبی اور عمدگی سے انجام بھی پاسکتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا تھا اور جو شخص اس کو سنتا تھا سمجھ لیتا تھا (ابوداؤد)

مردوں کو نرم' معقول اور دلجوئی کے ساتھ گفتگو کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور اس کا ثواب صدقہ کے برابر بیان فرمایا گیا ہے' سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۶۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا ہے:

ترجمہ: "نیک بات کہنی اور ناگوار بات پر درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل آزاری ہو۔"

اور عورتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ جب نامحرم مردوں سے گفتگو کا اتفاق ہو تو بات اور لہجہ میں ایسی نزاکت اور لوچ نہیں ہونی چاہئے کہ سننے والے کے دل میں بدی کا خیال پیدا ہو۔

آداب گفتگو کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جب تک ایک شخص اپنی گفتگو ختم نہ کرے اس وقت تک اس کی بات کو کاٹ کر بات نہ کی جائے' جب بھی گفتگو کی جائے مختصر کی جائے تاکہ دوسروں کو بھی بات کرنے کا موقع مل سکے۔ زبان انسان کو اظہار مطلب کیلئے عطا کی گئی ہے' اس لئے گفتگو بامقصد' اور درست ہونی چاہئے اگر کوئی جاہل ایسی بات کرے جو ناگوار گزرے تو بھی اس کا جواب تلخی میں نہ دیا جائے' سورہ الفرقان آیت نمبر ۶۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور جب ناسمجھ ان کو خطاب کریں تو وہ جواب میں سلامتی کی بات کہیں۔"

حدیث میں فضول باتیں کرنے والوں کو امت کے بدترین افراد بتایا گیا ہے' دین و دنیا کے بہت سے کاموں کا رخ زبان کے استعمال سے ادھر یا ادھر پھر جاتا ہے' حدیث میں آیا ہے کہ "جو دونوں جبڑوں کے بیچ یعنی زبان پر قابو رکھے وہ جنت میں جائے گا۔" (صحیح بخاری)

بے موقع اور چیخ چلا کر گفتگو کرنے کو گدھوں کی آواز سے تشبیہ دے کر اسے حماقت کی دلیل کہا گیا ہے اور پست آواز میں بات کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔

آداب گفتگو میں یہ بات شامل ہے کہ بات سمجھ کر صفائی اور سہولت کے ساتھ کی جائے اور موقع ملے تو اسے دہرا بھی دیا جائے تاکہ سننے

باقی صفحہ ۱۹ پر

مولانا محمد طیب لدھیانوی

میرے مُشفق اُستاد

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کے ادارے کی کئی عظیم شخصیتوں' جامعہ کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ' حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان نوراللہ مرقدہ حضرت مولانا مفتی ولی حسن نوراللہ مرقدہ' حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی نوراللہ مرقدہ' حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید نوراللہ مرقدہ' حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہید نوراللہ مرقدہ' حضرت شیخ الحدیث مولانا مصباح اللہ شاہ نوراللہ مرقدہ' مولانا حاجی عبداللہ نوراللہ مرقدہ کے فیض یافتہ تلمیذ رشید جامعہ بنوری ٹاؤن کی عظیم شخصیت' بڑے مشفق' مخلص اور شعبہ حفظ کے قابل استاد حضرت مولانا قاری محمد سرفراز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتا" واسعتا" مورخہ ۱۸ ر شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک کی شب تقریبا" ۷ بجے اس دار فانی سے رحلت فرماکر خالق حقیقی سے جاملے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت قاری صاحب ۱۹۵۳ء کو تحصیل مری میں پیدا ہوئے' ابتدائی دور وہیں گزرا' اسکول میں آٹھ کلاسیں پڑھنے کے بعد قرآن پاک حفظ کرنے کے لئے کراچی تشریف لائے۔ کراچی میں دارالعلوم انوارالاسلام بکرا پیڑی ماتحت انجمن اشاعت قرآن عظیم میں مع تجوید قرآن کریم مکمل حفظ کیا۔ کراچی ہی میں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا' ابتدائی درجے درجہ اولیٰ' درجہ ثانیہ' مدرسہ دارالخیر جامعہ صدیقیہ بکرا پیڑی ہی میں پڑھے۔

اس کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں درجہ ثالثہ سے دورہ حدیث تک تعلیم حاصل کی' وفاق المدارس العربیہ پاکستان (ملتان) کے تحت امتحان دیا' جامعہ سے فراغت کے بعد جامعہ ہی میں قرآن کریم کی خدمت اور تدریس کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۷۹ء کو جامعہ میں ابتدا" شعبہ ناظرہ پڑھانا شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد شعبہ حفظ میں تدریس کے فرائض انجام دینے کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔

حضرت قاری صاحب گزشتہ ۱۸۔۱۹ سال سے جامعہ میں قرآن کریم کی خدمت سرانجام دے رہے تھے' ان کے پڑھانے کا خاص انداز تھا۔ آواز بھی نہایت عمدہ تھی' انہوں نے جامعہ کے علماء کرام خصوصا" حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن رحمتہ اللہ علیہ کی بہت خدمت کی۔ قاری صاحب کے حضرت مفتی محمد نعیم صاحب (مہتمم جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی) سے بڑے دیرینہ تعلقات تھے کیونکہ حضرت مفتی محمد نعیم صاحب نے بھی حضرت قاری صاحب" کے ساتھ ہی جامعہ بنوری ٹاؤن سے فراغت حاصل کی تھی۔ جامعہ میں مفتی محمد نعیم صاحب بھی پڑھاتے تھے۔ مفتی صاحب ہمیشہ سبق کے بعد چائے پینے کے لئے حضرت قاری صاحب کی کلاس میں آجاتے' یہ معمول ہمیشہ رہا۔ سینکڑوں طلبہ نے قاری صاحب سے قرآن کریم حفظ کیا' اور قرآن کریم سے اپنے سینوں کو منور کیا۔ بندہ کو بھی حضرت قاری صاحب کے پاس قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ختم القرآن کے بعد منزل کی پختگی کا عرصہ قاری صاحب کے پاس گزرا۔ قاری صاحب نے پوری زندگی جامعہ بنوری ٹاؤن ہی میں گزاری اور ان کی تمنا اور آرزو بھی یہی تھی کہ میرا جنازہ اسی جامعہ سے اٹھے' الحمدللہ اللہ پاک نے ان کی آرزو کو پورا کیا۔ گزشتہ کئی سال سے بیمار تھے' شوگر کی تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی تھی' کافی عرصہ آغا خان ہسپتال میں علاج ہوتا رہا۔ کافی حد تک بہتر بھی ہوگئے تھے' لیکن پھر دوبارہ بیماری بڑھنی شروع ہوگئی۔ اسی دوران شہر سے باہر بھی علاج کے لئے تشریف لے گئے تو اس سے کافی حد تک افاقہ ہوا لیکن واپس کراچی آنے کے بعد طبیعت مزید خراب ہوگئی' اسکے باوجود قرآن پاک کی خدمت کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور ہمہ وقت دین کی خدمت کرتے رہے۔

اسی دوران جب بیماری بہت زیادہ بڑھ گئی تو انتقال سے ایک ہفتہ قبل مقامی ہسپتال میں داخل کرادیا گیا جہاں مزید علاج ہوتا رہا۔ لیکن "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" آخر کار حضرت قاری صاحب" اپنے اہل خانہ' رشتے داروں' ہزاروں

علماء کرام اور شاگردوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے' اور اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

ہسپتال میں موجود مخلص شاگردوں اور خدمت گاروں نے فوراً" جامعہ و دیگر مقامات پر فون کے ذریعے اطلاع دی' جبکہ مفتی محمد نعیم صاحب کو بنوعاقل سے فون کر کے بلایا گیا۔ وہ بھی تشریف لے آئے۔ اسی رات تقریباً" ایک بجے ہسپتال سے میت جامع مسجد بنوری ٹاؤن لائی گئی' حضرت مفتی محمد نعیم صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی' حضرت قاری صاحب کو آبائی گاؤں مری لے جانے کا مشورہ ہوا۔ شاگردوں میں مخلص شاگرد جناب نثار صاحب' جناب عبدالوہاب میمن صاحب اور جناب محمد یاسین میمن صاحب نے رات گئے تک بڑی کوششوں کے بعد ہوائی جہاز کے ذریعہ میت لے جانے کا انتظام و اہتمام کیا۔

مذکورہ مخلص شاگردوں نے حضرت قاری صاحب" کے جسد خاکی کو پہلے اسلام آباد پہنچایا پھر وہاں سے ایمبولینس کے ذریعے کئی مشکل مراحل طے کر کے دوسرے دن رات عشاء کے قریب میت کو ان کے آبائی گاؤں تک پہنچایا۔ میت کے پہنچتے ہی رشتے داروں اور دیگر احباب کو اطلاع کی گئی' اس وقت نماز جنازہ ہوئی پھر تمام اہل خانہ رشتے داروں اور دیگر سوگواروں کی موجودگی میں حضرت قاری صاحب" کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

حضرت قاری صاحب" بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ چونکہ گاؤں میں یہ واحد عالم دین تھے' اس لئے ہر سال لوگ منتظر رہتے تھے کہ قاری صاحب آئیں گے تو ہمیں نماز عید پڑھائیں گے۔ گزشتہ سال شدید بیماری کی حالت میں گاؤں تشریف لے گئے تھے' اس کے باوجود لوگ انہیں کرسی کے پر بٹھا کر عید گاہ لائے اور قاری صاحب نے نماز عید پڑھائی۔

اللہ پاک قاری صاحب نور اللہ مرقدہ کو غریق رحمت فرمائے اور قرآن کریم کی خدمت کرنے میں ان سے جو کوتاہیاں ہوگئی ہوں ان سے درگزر فرمائے' اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے' تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

O

مولانا قاری غلام رسول کھوکھر

"تدبر"

یعنی غور و فکر

کسی چیز کی ابتداء و انتہاء پر غور و خوض کر کے اس کی حقیقت معلوم کرنا اور کسی بات کی اصلیت و حقیقت سمجھنے کے لئے اس کے تمام پہلوؤں پر نگاہ دوررس ڈالنا تدبر کہلاتا ہے تدبر کے بغیر کسی چیز کا پورا فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ہر علم کی فضیلت کا انحصار بھی تدبر پر ہے قرآن مجید اگرچہ انسان کے لئے مکمل راہ ہدایت ہے مگر جب تک کوئی اس پر تدبر سے کام نہیں کرے گا اس سے فوائد حاصل نہیں ہوں گے۔ تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ جن لوگوں نے قرآن میں غور و تدبر کیا وہ علمائے دین کہلائے اور اسی بناء پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کم عمری میں بھی مفسر قرآن اور فاضل دین تھے قرآن صرف تلاوت کے لئے نازل نہیں ہوا بلکہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے اترا ہے' لیکن مسلمانوں کی اکثریت اسے بلا سمجھے صرف تلاوت تک ہی محدود رکھتے ہیں' اور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ اس کی برکات ان کے شامل حال رہیں گی۔ قرآن مجید انسان کو کائنات کی ساخت پر غور و خوض اور تدبر کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اس سے فوائد حاصل کرے انسان نے جو سائنسی ترقی حاصل کی ہے وہ اپنے تدبر کی بناء پر کی ہے تدبر ہی برے بھلے کی تمیز سکھاتا ہے' اور انسان کو اشرف المخلوق ہونے کا شرف بھی اسی سے حاصل ہوتا ہے' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو زندگی میں محتاط اور ہوشیار رہنے کی تلقین کی ہے اور تدبر کے بعد عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے یہ سب اس لئے کہ تدبر انسان کا خاصہ ہے ورنہ حیوان اور اس میں کیا فرق ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مخلوق خدا میں غور و تدبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تبصرہ کتب

نام کتاب : احسن القرآن
مصنف : مشتاق الرحمٰن عثمانی
ضخامت : ۸۰ صفحات
قیمت : درج نہیں
ناشر : مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

زیر نظر رسالہ تجوید کی مشہور و معروف کتاب جمال القرآن (از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی) کا خوبصورت آسان اختصار ہے' مصنف موصوف نے جمال القرآن کے تمام مضامین کو انتہائی آسان اور دلچسپ بنادیا ہے' چودہ عنوانات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ قرات و تجوید کے طلبا کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور طلباء کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

چیچہ وطنی کے غیور وکلاء نے بار کی لائبریری سے قادیانی کی تصویر اتروادی

علاقہ چیچہ وطنی میں باجوہ فیملی کے دو بھائی نذیر احمد باجوہ اور نصیر احمد باجوہ قادیانیت سے تعلق رکھتے ہیں' چیچہ وطنی کے قریب ایک دیہات میں اس گھرانے کی کافی رقبہ کی شکل میں جائیداد ہے' ان کے علاوہ اور زمیندار بھی قادیانیت سے وابستہ ہیں۔ نذیر احمد باجوہ چیچہ وطنی بلاک نمبر۸ میں عرصہ سے رہائش پذیر تھا۔ فروری ۱۹۷۱ء میں ان کے مکان کے قریب ہی ایک نوجوان مسلمان غلام رسول کو رات کے وقت انہوں نے گھر بلا کر رسیوں سے باندھ کر مار کر شہید کردیا تھا جس کے رد عمل میں چیچہ وطنی شہر میں زبردست احتجاجی جلوس نکالا گیا تھا' اس وقت تھانہ میں متعین تھانیدار بھی قادیانی تھا' اس نے اس احتجاجی جلوس پر حکام بالا کی اجازت کے بغیر فائرنگ کرادی تھی' جس کے نتیجہ میں تین مسلمان شہید اور کچھ زخمی بھی ہوگئے تھے۔ چیچہ وطنی شہر میں فوج بلالی گئی تھی' حتیٰ کہ یہ آگ پورے پنجاب میں پھیل گئی تھی' اس وقت سے اس گھرانہ کے قادیانیت کے حوالے سے متعارف ہوجانے کی وجہ سے مسلمانان چیچہ وطنی انہیں نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

شاہد نصیر باجوہ' طاہر باجوہ اسی گھرانے سے متعلقہ چیچہ وطنی بار کے ممبران ہیں۔ گزشتہ سالوں میں طاہر باجوہ نے اپنے والد نصیر احمد باجوہ آنجہانی قادیانی کی یاد میں عطیہ کے طور پر چیچہ وطنی بار کی لائبریری کو قانون کی کافی کتب فراہم کیں۔ اس کے ساتھ ہی اس دور کے سابقہ صدر بار ایسوسی ایشن چوہدری سرور بھٹی صاحب سے مطالبہ کیا کہ لائبریری میں نصیر احمد باجوہ قادیانی کی تصویر آویزاں کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب سرور بھٹی صاحب نے دینی غیرت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس کی اجازت نہ دی۔ طاہر باجوہ کی بدستور یہ کوشش تھی کہ کس طرح اسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوجائے' اور بار میں اس کے ملعون باپ کی تصویر آویزاں ہوجائے۔ ان دنوں جبکہ چیچہ وطنی بار کے انتخابات کے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے موجودہ بار کے صدر چوہدری محمد اشرف جٹ' جو کہ آئندہ انتخاب میں بھی امیدوار ہیں' ان سے اندرونی گٹھ جوڑ کرکے نصیر احمد باجوہ کی تصویر آویزاں کرادی۔ یہ واقعہ رمضان المبارک سے ایک ہفتہ قبل کا ہے۔ اس تصویر پر اگلے روز نظر پڑتے ہی چیچہ وطنی بار کے غیور مذہب سے عقیدت رکھنے والے وکلاء سراپا احتجاج بن گئے۔ اتفاقاً" اسی دن بار کا اجلاس تھا۔ بار کے سابق صدر جناب ریاض احمد طاہر ایڈووکیٹ نے درخواست دائر کی کہ اس مسئلہ پر بات کی جائے' لیکن اس اجلاس میں یہ موضوع زیر بحث نہ آسکا' اس لئے کہ یہ ایجنڈا میں شامل نہ تھا' طے یہ ہوا کہ کل چھٹی ہے' پرسوں اجلاس بلایا جائے گا۔

ہفتہ کے روز دوسرے دن قبل عصر اجلاس ہونا طے پایا تھا' لیکن عین موقعہ پر آکر بار کے صدر چوہدری محمد اشرف جٹ نے اجلاس ٹالنے کی کوشش کی اور کہا کہ پیر کے روز اجلاس بلائیں گے۔ چونکہ چیچہ وطنی شہر کے دینی حلقوں میں بھی اس واقعہ کے بارے میں شدت سے تشویش محسوس کی جارہی تھی' جس کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما عبداللطیف صاحب بھی خوب ہر طرف رابطے کررہے تھے۔ اسی اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے ناظم نشریات مولانا عبدالباقی صاحب نے خود بار کے صدر چوہدری محمد اشرف جٹ سے ملاقات کرکے جماعتی موقف سے آگاہ کیا۔ جس کے جواب میں اس نے انتہائی ذلت آمیز رویہ اختیار کرتے ہوئے یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ یہ ہمارا بار کا اندرونی مسئلہ ہے تم اس میں کیوں مداخلت کرتے ہو۔ اس نے کہا ہم نے کبھی تمہاری مساجد میں مداخلت کی ہے' مولانا عبدالباقی نے کہا مساجد اور بار سب مسلمانوں کے ادارے ہیں' خیر اس نے ایک نہ مانی۔

مندرجہ بالا مذہبی حلقوں مجلس احرار اسلام' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں کے پیش نظر جناب ریاض احمد طاہر ایڈووکیٹ نے اس سے کہا کہ کل اتوار کی چھٹی ہے اگر اس وقفہ میں بار کا کوئی نقصان ہوگیا تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔ یہ معاملہ باتوں ہی باتوں میں شدت اختیار کرگیا (ماشاء اللہ مقامی وکلاء حضرات اس بات پر تلے ہوئے تھے اگر بار کے صدر نے ہماری بات نہ مانی تو یہ تصویر ہم اپنے ہاتھوں سے خود اتار دیں گے) لیکن اللہ نے فضل فرمایا کہ بار کے صدر کے ساتھیوں نے ہی اس کو سمجھایا اور احساس دلوایا کہ آپ ایک نیا مسئلہ کھڑا کررہے ہیں' جس کے نتائج سنگین ہوں گے۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ یہ تصویر اتار دی جائے۔ انجام کار بار کے صدر چوہدری محمد اشرف جٹ نے خود اپنے ہاتھوں سے ملعون قادیانی نصیر احمد باجوہ کی تصویر اتاری اور کہا کہ اس کو وہیں پھینک کر آؤ جہاں سے لائی گئی تھی۔ بعدازاں اس کے وکلاء سے استفسار پر کہ اب راضی ہو وکلاء نے کہا کہ ہم راضی تب تھے کہ آپ تو ایسا فعل شروع سے ہی نہ کرتے۔ بعدازاں ایک محفل میں ایک وکیل صاحب نے کہا کہ قادیانیوں کی پیش کردہ قانون کی کتابیں بھی واپس کی جانی چاہئیں یا ان کی قیمت ادا کی جانی چاہئے۔ جس پر ایک صاحب نے کتابیں اور ریاض احمد طاہر نے ان کی قیمت ادا کرنے کا عندیہ دیا۔ بعدازاں اگلے روز بار کے عاملہ کے بعض ممبران کو عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت کے دفتر میں اظہار تشکر کے طور پر چائے کی دعوت دی گئی۔ اس کارروائی میں جن حضرات نے سرگرمی سے حصہ لیا' ان میں بار کے سابقہ صدر جناب ریاض احمد طاہر ایڈووکیٹ' رانا شبیر حسین ایڈووکیٹ' شیخ محمد زکریا ایڈووکیٹ اور رانا گلزار صاحب ایڈووکیٹ شامل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کی طرف سے دعوت میں شریک ہونے والے حضرات میں حافظ عبدالغنی صاحب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی' حافظ عبدالرشید صاحب چیمہ' حاجی مختار احمد صاحب' قاری زاہد اقبال صاحب' حاجی فقیر محمد صاحب' مولانا عبدالباقی صاحب اور بلال بٹ صاحب شامل تھے بعد میں وکلاء حضرات کو دفتر میں موجود سات کتب کا سیٹ لائبریری کے لئے دیا گیا۔ جبکہ لٹریچر' ہفت روزہ ختم نبوت بھی باقاعدگی سے پہنچانے کا بھی یقین دلایا گیا۔

حکیم محمد ابراہیم چشتی انتقال فرما گئے

حیدر آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پرانے اور بہترین معاون مولانا حکیم محمد ابراہیم چشتی انتقال فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) حکیم صاحب شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کے شاگرد تھے اور پاکستان بننے سے قبل مجلس احرار اسلام اور جمعیت علماء ہند کے فعال معاون کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد کندیاں ضلع میانوالی تشریف لائے اور اس کے بعد میانوالی کے ایک قصبہ ہرنولی میں بہت عرصہ تک امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ہرنولی میں رہتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کے سلسلے میں مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر احباب کو فکر دلائی۔ ڈاکٹر دین محمد فریدی کے ساتھ مل کر کئی پروگرام کرائے۔ ہرنولی سے حیدر آباد چلے آئے اور یہاں بھی امامت و خطابت سے منسلک رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک ماہر حکیم بھی تھے۔ حکیم صاحب کے انتقال سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی اور مولانا محمد علی صدیقی نے ان کے گھر پر جاکر حکیم صاحب کے پسماندگان سے تعزیت کی۔ قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ حکیم صاحب کےلئے بلندی درجات کی دعا کریں۔

حافظ سرفراز صاحب وفات پاگئے

محترم حافظ سرفراز صاحب مہتمم جامعہ فاروقیہ محلّہ حافظ آباد بھکر مورخہ ۱۸ دسمبر صبح چار بجکر دس منٹ پر ڈی آئی خان ہسپتال میں وفات پاگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) بھکر میں محترم حافظ صاحب بزرگوں کی جیتی جاگتی نشانی تھے' آپ تقریباً ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے حافظ غلام قادر صاحب بستی لنڈی نشیب دریا خان سے قرآن پاک حفظ کیا۔ سب سے پہلے اپنی بستی ڈھنڈیاں نشیب میں درس شروع کیا۔ بھکر ریلوے مسجد میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ مسجد میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انجمن اسکول بھکر میں بھی قرآن پاک پڑھانا شروع کیا۔ شاہی عیدگاہ بھکر کے مدرسہ میں تقریباً ۱۳ سال قرآن پاک کی تعلیم دی۔ ۱۹۶۹ء میں بھکر شہر کے شمالی جانب ایک بے آباد جگہ پر مسجد فاروقیہ اور جامعہ فاروقیہ کی بنیاد رکھی۔ مسجد و مدرسہ کے گرد حافظ صاحب کی وجہ سے آبادی شروع ہوگئی۔ بھکر کے اس محلّہ کا نام بھی محلّہ حافظ آباد پڑگیا۔ حافظ صاحب کا تعلق ہمیشہ علماء حق سے رہا' جب کچھ کے راستے پر آشوب تھے' اس وقت حضرت مولانا احسان احمد شجاع آبادی' حضرت مولانا دوست محمد قریشی' مولانا نور الحسن بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے ساتھی علماء کو دشوار گزار راستوں سے لے جاکر جلسے کراتے اور لوگوں کے عقائد درست کراتے رہے۔ بھکر میں بھی علماء کے میزبان تھے' آج کے دور میں پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مولانا عزیز الرحمان جالندھری مدظلہ' مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ' مولانا محمد عمر قریشی مدظلہ اور اس دور کے علماء کی اپنے ہاں بڑی خوشی سے دعوت کرتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ خاص انسیت تھی۔ بھکر میں جتنے مقدمات قادیانیوں کے خلاف ہوتے ان کے سلسلے میں اپنی خاص دعاؤں سے نوازتے تھے۔ بیعت کا تعلق شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی مدظلہ سے رہا' مولانا عزیز الرحمان ہزاروی کے مجاز بھی تھے۔

حافظ صاحب کے پانچ بیٹے تین بیٹیاں ہیں' بیٹے تمام حافظ' عالم اور قاری ہیں' پوتے اور نواسے بھی حافظ ہو چکے ہیں۔ قرآن پاک سے خاص شغف تھا' اکثر اوقات دن میں پورا قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ پندرہ سولہ سپارے تو معمول کی بات تھی۔ جس دن وفات ہوئی اس رات بھی اپنے پوتے حافظ عبدالرؤف سے رمضان المبارک کی تیاری کے سلسلہ میں تیرھواں سپارہ سنا۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ حافظ صاحب کی وفات سے بھکر میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔

دینی جدوجہد میں کامیابی کے دس اصول

از حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ نیت کی درستی‘ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے‘ اعمال قبول ہونے کا مدار نیت پر ہے۔

۲۔ عقیدہ قرآن و سنت کے مطابق ہو‘ اصول ایمان توحید و رسالت اور کتب الٰہیہ‘ تقدیر‘ خیر و شر‘ ملائکہ‘ قیامت‘ ختم رسالت اور تمام ضروریات دین پر مکمل یقین ہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایاک نعبدو ایاک نستعین کے عہد کے مطابق تمام مالی و بدنی اور لسانی اذکار و عبادات صرف اللہ کے لئے کی جائیں‘ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین "اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے۔"

۴۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھے۔ ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه "جو اللہ پر توکل کرے‘ اللہ اس کی مدد کے لئے کافی ہے۔"

۵۔ اللہ کا خوف دل میں رکھے اور کبھی اس کی گرفت سے بے خوف نہ ہو۔

۶۔ کتاب اللہ اور سنت رسول کے احکام کا پابند رہے‘ یہی اخلاقی و روحانی تربیت کا وسیلہ ہے اور اسی کے سبب اللہ تعالیٰ محبت و مغفرت فرمائے گا۔

۷۔ شعائر اللہ کا ہمیشہ احترام کرے‘ حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد ہے کہ بڑے شعائر چار ہیں "خود بھی ان کا ادب و احترام لازم سمجھے اور کسی دوسرے سے ان کی تحقیر گوارا نہ کرے۔"

- کتاب اللہ کا ادب و احترام‘ ہمیشہ اس کو پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہے۔
- رسول اللہ ﷺ کی عزت و توقیر‘ ہمیشہ آپ کی سنت اور طریقہ کی پیروی کرتا رہے۔
- بیت اللہ کا ادب و احترام‘ طواف اور حج‘ خانہ کعبہ کی سمت نہ تھوکے اور نہ ادھر رخ کرکے پیشاب کرے۔
- نمازیں‘ خود بھی ادب و احترام سے ادا کرے اور دوسروں کی نماز کا بھی ادب کرے‘ نہ ان کے سامنے سے گزرے نہ ان کے قریب شور کرے اور نہ باآواز بلند تلاوت یا ذکر کرے۔

۸۔ دل میں ہر وقت رحمان رحیم کی رفاقت کا دھیان رکھے اور اس کے حکم کونوا مع الصادقین کے مطابق نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے‘ اور شیطان کی دوستی سے ہمیشہ دور رہے‘ بد اطوار لوگوں سے پرہیز کرے۔

۹۔ ہمیشہ دوسروں کی بھلائی کا خیال رکھے اور سلیقہ اور خیر خواہی کے ساتھ دوسروں کو بھلائی کی طرف دعوت دے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہو اور ہمیشہ اللہ سے دعاء کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاذکرونی اذکرکم تم میرا ذکر کرو‘ میں تمہیں یاد کروں گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جس نے مجھے دل میں یاد کیا‘ میں اسے خود یاد کرتا ہوں اور جس نے مجھے مجمع میں یاد کیا‘ میں اس سے بہتر جماعت (ملائکہ) میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔"

REGD. NO. SS-160

مسئلہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام

از قلم : مولانا عبداللطیف مسعود

- سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع ونزول کا قرآن وسنت سے اثبات
- بے شمار تفسیریں، لغوی اور دیگر علمی کتب کے سینکڑوں اقتباسات وحوالہ کا مرقع
- قادیانی مرتد قاضی نذیر کی تعلیمی پاکٹ کے حصہ "حیات مسیح" کا مکمل ومدلل اور مسکت جواب
- حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ملحدین ومنکرین کے تمام اشکالات ومغالطہ جات کا مکمل رد
- کتاب کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ ۴۰۸ صفحات پر مشتمل ہے جو قادیانی مرتد قاضی نذیر کی کتاب کے جواب پر مشتمل ہے۔
دوسرا حصہ جو ۱۸۴ صفحات پر مشتمل ہے یہ مرتد اعظم مرزا قادیانی کی کتاب ازالہ اوہام میں پیش کردہ تمیں آیات کی تحریف کے رد پر شامل ہے۔
- حصہ اول ودوم پانچ سو بانوے صفحات پر مشتمل یکجا مجلد کتابی شکل میں پیش کردیے گئے ہیں۔
- چہار رنگ کا خوبصورت ٹائٹل
- عمدہ واعلیٰ سفید کاغذ
- کمپیوٹرائزڈ کتابت
- اعلیٰ وعمدہ نفیس جلد
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی روایات ہیں کہ وہ اپنی کتابوں کو لاگت پر سستے داموں پیش کرتی ہے، مقصود تبلیغ ہے نہ کہ تجارت!
- یہ کتاب بھی اپنی روایات کی حامل ہے، تمام تر خوبیوں کے باوجود تقریباً چھ سو صفحات کی کتاب کی قیمت صرف ۱۲۰ روپے ہے۔
- کتاب وی پی نہ ہوگی، رقم کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے۔
- تمام مقامی دفاتر سے بھی مل سکتی ہے

ملنے کا پتہ : ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان، فون نمبر 514122